Regd. No. P. 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰ - ۳ روپے
ممالک غیر
۵۰ - ۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر۔
محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۹ | ۷ روفا ۱۳۳۹ھش | ۱۲ محرم الحرام ۱۳۸۰ھ | ۷ جولائی ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۷

اخبار احمدیہ

قادیان ۵ جولائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۲۹ جون کو نخلہ سے ایبٹ آباد تشریف لے گئے ہیں چنانچہ الفضل میں ایبٹ آباد سے آمدہ یکم جولائی ۸ بجے شب کی اطلاع مظہر ہے کہ

حضور انور کی طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے

احباب جماعت خاص توجہ التزام اور درد و الحاح سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے اور صحت والی اور کام والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین۔

— ایبٹ آباد میں حضور کی ڈاک کا پتہ حسب ذیل ہے:۔

معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب ایبٹ آباد (پاکستان)

قادیان ۵ جولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ

احمدی بزرگوں کی سفر حج سے مراجعت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

الحمد للہ کہ ۲۳ جون کو سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ رانچی اور ۲۶ جون کو مکرم بی ایم عبدالرحیم صاحب اور آپ کی اہلیہ محترمہ بخیر و عافیت سفر حج سے واپس آگئے۔

ان احمدی بزرگوں نے بیت اللہ میں کھڑے ہو کر خدائے رحیم و قدیر سے ایک بھیک مانگی۔ یعنی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی درازئ عمر کی بھیک۔ آپ کے لئے بلندئ درجات کی دعا کی۔ اور آپ کے جاہ و جلال کے لازوال ہونے کی درخواست دی۔

وہ دن آئے گا جب احمدیت ہی اسلام کا دوسرا نام ہوگا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ اے خدا! زمانے کی طنابیں کھینچ اور وہ دن قریب لا۔ تا ہم بنی نوع انسان سے تیرا صحیح تعارف کرا سکیں۔ یہ وہ درخواست تھی جو ان بزرگ حاجیوں نے گنبد خضرا کے سایہ میں کھڑے ہو کر خدا کے سامنے پیش کی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بشارت دی کہ

بادشاہ تیرے کپڑوں سے
برکت ڈھونڈیں گے۔ زار
روس کا سونٹا تیرے ہاتھ
میں ہوگا۔ جماعت احمدیہ ریت
کے ذرات کی مانند
پھیل جائے گی اور آفتاب
اسلام بلاد مغرب سے طلوع
ہوگا۔

اے خدا وہ دن کب آئیگا؟ یہ سوال تھا جو احمدی حجاج دیار حبیب میں کھڑے ہو کر بار بار خدا سے پوچھتے تھے۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی روح پرور فضائیں۔ آثار مقدسہ کے معرفت انگیز نظارے، صفا اور مروہ کی پہاڑیاں عرفات کا میدان۔ منیٰ کی وادی۔ آثار اسلامی کے شہ پارے۔ وہ آنکھیں کیسی خوش نصیب ہیں جنہیں ان نظاروں کی زیارت ملی۔

گنبد خضرا جسے دیکھ کر دل گرمئ عشق سے اس طرح گداز ہوتا ہے جس طرح شمع آگ کی سوزش سے۔ جنت البقیع جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوسیوں کی آرامگاہ ہے۔ بدر کا میدان اور احد کی پہاڑی۔ جہاں آج بھی عشق و محبت کے شعلے بھڑکتے ہیں۔

وہ سرزمین جہاں امام مالکؒ ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ وہ وادئ ایمن جہاں عشق کے ماروں کو فاخلع نعلیک کی صدا آتی ہے۔

اس وادئ قدس میں باریابی نہے نصیب۔ عشاق کیوں نہ رقص کریں۔ اور دل کیوں نہ مائل پرواز ہو۔

آج بھی بنی نوع انسان کو اس نیک معاشرے کی جستجو وہاں کھینچ لاتی ہے۔ جہاں ہونٹوں پر تسبیح کی ارزانی ہوتی ہے۔ اور جہاں فرشتے درود و سلام کی کشتیاں بھرتے ہیں

احمدی حجاج جب آئے تو معلومات کا ذخیرہ بھی ساتھ لائے عربی تہذیب و تمدن۔ عربی سیاست اور اصلاحات کی ضرورت سب پر سیر حاصل بحث کی۔ خاص طور پر عراقی۔ شامی اور مصری صاحبوں کا کردار توجہات کا مرکز بنا۔ ان کی حسین و جمیل عورتوں اور صحت مند جوانوں پر انہماک و بیخودی کی ایک کیفیت ہو آس پاس کے ماحول سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ ایک حیرت افزا سماں پیدا کر دیتی تھی۔ لبیک لبیک اللھم لبیک آخر یہ کس نادیدہ وجود کو مخاطب کر کے اس طرح اظہار عقیدت کیا جا رہا تھا۔ کونسی غیر مرئی ہستی دامن دل اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اللہ اللہ ان الفاظ میں انسان کو عبدیت کے کتنے بلند مقام پر پہنچایا گیا ہے۔ عشق کی بے ساختگی۔ دل کی بے قراری اور ارادہ کی استقامت یہ مومنانہ خصائل ہیں جن کا ان الفاظ سے اظہار ہوتا ہے۔ شاید دنیا کا کوئی ادب ایسا نہیں جس میں اتنی سادگی اور بے ساختگی سے جذبات عشق کا اظہار کیا گیا ہو۔

سچ ہے کہتے ہیں کہ انسان کے خیالات ماحول سے متاثر ہوتے ہیں۔ لاکھوں انسانوں کا ایک ہی لباس و وضع میں جمع ہونا۔ یک رنگی و مساوات کا عدیم المثال نظارہ پیش کرنا۔ اور ایک ہی خدا کے آستانہ پر جبین بندگی جھکانا۔ اب کون سا حجاب رہ جاتا ہے جو بندہ اور خدا کے درمیان واسطہ بنے۔ لبیک لبیک کے الفاظ میں اسی حقیقت کی ترجمانی کی گئی ہے۔ بندہ یہ الفاظ کہہ کر عبدیت کے اسی بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ قربان جائیے اس سرگروہ عاشقاں پر جس نے اظہار محبت کے لئے ایسے برجستہ الفاظ کا انتخاب کیا۔

ہم اپنے ان احمدی بزرگوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ انہیں سعادت حج نصیب ہوئی۔ اور وہ بھی حج اکبر کی سعادت۔ جو بجائے خود ہی بڑے نصیب کی بات سمجھی جاتی ہے اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ دن دکھائے جب ہم اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوں۔

لوکل انجمن احمدیہ کے زیر انتظام
قادیان میں ایک تربیتی جلسہ

قادیان ۲۹ جولائی۔ آج بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم حافظ اردین صاحب نے کی۔ بعد ازاں مکرم ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے ثاقب صاحب زیروی کی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔

جس کے بعد صاحب صدر نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ گذشتہ ماہ سے قادیان میں تربیتی جلسوں کے انعقاد کا جو سلسلہ شروع ہوا ہے موجودہ ماحول میں نہایت ضروری چیز ہے۔ آپ نے انسانی ذہن کی مثال پانی سے دیتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح بہتا ہوا پانی کسی سوراخ کو پاکر ہر جگہ میں سے اپنا راستہ بنا لیتا ہے اور اس طرح کارآمد چیز ضائع ہو جاتی ہے مگر ہر قسم کے سوراخوں کو بند کر کے اس سے کئی مفید کام لئے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح انسانی ذہن کے لئے اگر صحیح راستہ مہیا کر دیا جائے۔ تو اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ اس طرح پر آپ نے ایسے تربیتی جلسوں کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اور جلسہ کی حاضری پر خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے اس سلسلہ کو جاری رکھنے پر زور دیا۔

اس کے بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل نے تعریف زبانی تقریر کے آغاز میں آپ نے صحابہ کرام کے اسوۂ حسنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ صحابہ کرام اکثر کہا کرتے تھے کہ تعالوا نؤمن ساعۃً۔ یعنی آؤ تھوڑی دیر کے لئے ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی باتیں کر کے اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ ہمارا یہ جلسہ اسی قسم کا ہے کہ تا ہم اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ اور ربانی (ملاحظہ ہو ص ۸ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــ مورخہ ۷ رجولائی سنہ ۱۹۶ء

مغربی تہذیب و تمدن کے سیلاب کی روک تھام کیلئے

"عزم پیمبرانہ"

بمقابلہ دیگر مذاہب اسلام کو بحالِ لحاظ چہار سبات پر فخر حاصل ہے کہ اس کی شرعی کتاب قرآن مجید، ابتدائے زمانہ نزول سے اب تک ہر قسم کی تحریف و تبدل سے بالکل محفوظ ہے۔ کیا بلحاظ اُس کی لفظی حفاظت کے اور کیا بلحاظ اُس کی معنوی حفاظت کے یہ دونوں قسم کی حفاظت ایسی واضح اور بیّن ہے کہ نہ صرف اپنوں نے بلکہ غیروں نے بھی کھلے بندوں اس کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ اسلام کے شدید نکتہ چین ولیم میور نے اپنی کتاب "لائف آف محمد" میں قرآن مجید کے بارہ میں صاف لکھا ہے کہ

"اس کے علاوہ ہمارے پاس ہر ایک قسم کی ضمانت موجود ہے۔ اندرونی شہادت کی بھی اور بیرونی کی بھی کہ یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے۔ وہی ہے جو خود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی اور اُسے استعمال کیا کرتے تھے۔" (لائف آف محمد)

اب کیوں نہ ہوتا جبکہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے اس مبارک کتاب کی حفاظت کا کام خود اپنے ذمہ لے رکھا ہے اور فرمایا ہے:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون

ہم نے ہی عزت و شرف کے اس کلام کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرینگے

اس وعدہ کے مطابق کلام پاک کی لفظی حفاظت (جس کا معاندین نے بھی اعتراف کیا ہے) کے لئے اللہ تعالےٰ نے ہر زمانہ میں ہزاروں ہزار مسلمانوں کے دلوں میں اس کی محبت اور اُلفت ڈال دی جو نسلاً بعد نسلٍ اس کے الفاظ کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھتے چلے آ رہے ہیں۔ حتیٰ کہ خدانخواستہ اگر آج تمام کتب جو روئے زمین پر مطبوعہ صورت میں موجود ہیں کسی وجہ سے تلف ہو جائیں تو یہ شرف صرف اور صرف قرآن پاک کو ہی حاصل ہے وہ ایک مدت کے بعد بھی اس طرح بآسانی لکھا جا سکتا ہے کہ اس کا ایک ایک نقطہ اور اعراب تک محفوظ ہو۔

ماسوا اس کی لفظی حفاظت کے اس کی معنوی حفاظت کہیں زیادہ اہم اور ضروری امر ہے۔ کیونکہ معانی اور مطالب ہی تو کتاب کا اصل مقصود اور مطلوب ہوتا ہے۔ جن کی صحت و درستی کسی کتاب کے دائرہٗ افادیت پر گہرے رنگ میں اثر انداز ہوتی ہے۔ چنانچہ اس قسم کی حفاظت کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی امت مرحومہ کو بشارت دے رکھی ہے کہ

ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علیٰ راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

اس امتِ مرحومہ کے لئے اللہ تبارک و تعالےٰ ہر صدی کے سر پر ایسے برگزیدہ وجود مبعوث کرتا رہے گا جو اُس کے دین کی تجدید کا کام سرانجام دیتے رہیں۔

ان مبارک کلمات طیبات میں بلا شبہ ان سب خرابیوں کو رفع کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو مرورِ زمانہ کے باعث افرادِ اُمت میں راہ پا جاتی ہیں۔ چنانچہ اسلامی تاریخ اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ حضرت صادق و مصدوق کی زبان مبارک سے بیان کردہ وعدہ الٰہی ہر سو سال کے بعد پورا ہوتا رہا اور گذشتہ کسی صدی کے لوگ بھی ایسے برگزیدہ بندہ سے محروم و بے نصیب نہیں رہے۔ قرآن کریم اور آثار سے اس بات کے متعلق بھی قوی اشارے ملتے ہیں کہ چودھویں صدی میں جب ہر قسم کے دجّالی فتنے بڑے زور سے اپنا سر نکالیں گے اور دنیا بدی اور گناہ سے بھر جائے گی تو اس تند سیلاب کی روک تھام کے لئے چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے ظاہر ہوگا۔ ہاں وہی خدا کا پیارا جسے مسلم کی حدیث میں تین چار دفعہ "نبی اللہ" کے مبارک نام سے پکارا گیا۔ اور جو سورت جمعہ کی آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم کے مطابق خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنا بروز کامل اور آپؐ کی بعثت ثانیہ کا مظہر تام ہوگا۔ کیونکہ الٰہی نوشتوں کے مطابق جس طرح آپؐ کی بعثت کے وقت دنیا ظھر الفساد فی البر والبحر کا نقشہ پیش کر رہی تھی اور آپؐ کے مبارک وجود سے ہر قسم کے ظلمات کافور ہو گئے اور علم و عرفان کے دریا بہہ نکلے اور مردہ روحوں نے ایک نئی زندگی حاصل کی ضرور تھا کہ فیجِ اعوج کے تمام ہونے پر چودھویں کا چاند نکلتا اور اسلام پر چھائی تاریک رات افق مشرقی سے طلوع ہونے والے صبح کے ستارے سے روشن ہوتی۔ چنانچہ خدا تعالےٰ کی یہ سب باتیں نہایت صفائی سے پوری ہوئیں کون نہیں جانتا کہ اس وقت دجّالی فتنے بڑی بھیانک شکل میں نمودار ہو چکے ہیں۔ وہ ایک مختصر مدت میں روئے زمین پر چھا گئے اور ان کے بداثر سے بدیوں اور گناہوں کا ایک ایسا سیلاب اُمنڈ آیا ہے جس کی مہیب صورت اس وقت دنیا کے سامنے ہے۔ ہر نیا دن فتنہ و فساد کا ایک نیا باب کھولتا ہے اور انسانیت کا قیمتی جوہر گناہوں کے عظیم طوفان کے نیچے دبا جا رہا ہے۔

ہر معقول آدمی جب بھی اس پُرآشوب زمانہ کی ہمہ جہتی خرابیوں کی طرف نگاہ کرتا ہے تو دنیا کی بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح کے لئے کسی مامور (مصلح) کی ضرورت کو شدت سے محسوس کرتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ دنیوی مصالح کے پیش نظر بعض اوقات زبانیں اس قسم کے واضح اقرار سے رکی رہیں پھر بھی کسی نہ کسی وقت بے اختیاری کے عالم میں ان لوگوں کے منہ سے ایسی بات نکل ہی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر آج سے ۲۰ سال قبل جب مولانا مودودی صاحب نے اپنی جماعت تیار کرنی شروع کی تو ان کے رفقائے کار کا بھی یہی احساس تھا:۔

"اکثر لوگ اقامتِ دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے مردِ کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصورِ کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں .... دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اُس کی زبان گدّی سے کھینچنے کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں۔ اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں۔"

(ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۴۲ء بحوالہ تفہیمات ...)

یہ وہ ضمیر کی آواز ہے جس کو علمائے ظواہر کی طرف سے دبانے کی پوری کوشش کی جاتی ہے اور مولانا مودودی صاحب بھی اسی کشتی کے سوار ہیں۔ حالانکہ وہ خود اس کا اقرار کر چکے ہیں کہ عصرِ حاضر کے بگاڑ کی اصلاح علماء کے بس کا روگ نہیں بلکہ ان سے کہیں اونچے درجہ کی کسی بلند شخصیت ہی سے یہ کام سرانجام دیا جانا ممکن ہے جب کہ لکھا ہے:۔

"یہ کیونکر ممکن تھا کہ (روایتی علماء ناقل) ایسے وقت میں مسلمانوں کی کامیاب راہنمائی کر سکتے جبکہ زمانہ بالکل بدل چکا تھا اور علم و عمل کی دنیا میں ایسا عظیم تغیر واقع ہو چکا تھا جس کو خدا کی نظر تو دیکھ سکتی تھی مگر کسی غیر نبی انسان کی نظر میں یہ طاقت نہ تھی کہ قرنوں اور صدیوں کے پردے اُٹھا کر اُن تک پہنچ سکتی۔"

(تنقیحات ص۲۷)

ایسے غیر شعوری مگر بر حقیقت احساس کی یہ واحد مثال نہیں بلکہ وقتاً فوقتاً اس طرح کے احساس کا اعادہ کبھی کسی کے منہ سے اور کبھی کسی کے قلم سے سننے اور پڑھنے میں آتا رہتا ہے۔ چنانچہ اخبار صدق جدید مجریہ ۱۰ فروری ۱۹۶ء میں اس کی ایک تازہ مثال مل سکتی ہے۔ جبکہ اسی پرچہ میں "مسئلہ حجاب" کے عنوان سے کراچی کے ایک دوست کا ایک مراسلہ شائع ہوا جس میں مراسلہ نگار نے مولانا دریابادی صاحب سے بڑھتی ہوئی بے حجابی پر مضمون لکھنے کی درخواست کی اور لکھا کہ

"مسئلہ حجاب اسلامی دنیا کا ایک اہم ترین مسئلہ بن گیا ہے بغرب زدہ مسلمان نوجوانوں کو اس سلسلہ میں جامع طریقہ پر وقتاً فوقتاً افہام و تفہیم کی اشد ضرورت ہے۔"

اس پر مولانا موصوف نے جو نوٹ تحریر فرمایا اس کے آخر میں لکھتے ہیں:۔

"یہ بے حجابی ہو یا جبری دُکالونی یک زوجگی جواز مصوری ہو یا جواز موسیقی، جواز تحدید نسل ہو یا جواز سود سارے مسئلے پیدا کہاں سے ہو رہے ہیں۔ بنیاد سب کی صرف ایک ہے تمدن جدید سے مرعوبیت تہذیب جدید کی چمک دمک سے آنکھوں میں خیرگی۔ ٹرکی ہو کہ مصر، ایران ہو کہ انڈونیشیا، شام ہو کہ عراق ہندوستان ہو کہ پاکستان، سب، ایک ہی سیلاب میں بہے جا رہے ہیں۔ روک تھام (باقی صفحہ ۱۰ پر)

مومن کو ہمیشہ کوشش کرنی چاہیئے کہ خوبی کسی میں نظر آئے اسے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے

ہر احمدی کو روزِ جزا کے آنے سے پہلے پوری طرح تیاری کرنی چاہیئے

کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَھَا حَیْثُ وَجَدَھَا کی پُر معارف تشریح

ملفوظات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۹ رجولائی ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب مقام قادیان

فرمایا:-

"رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا یعنی

کلمۂ حکمت

مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ جہاں بھی ملے وہ اسے لیتا ہے کلمۂ حکمت کہتے ہیں کسی ایسی چیز کو جو با سبب ہو اور جس کے کرنے کا موجب حقیقی پایا جاتا ہو۔ اور حکمت اسے کہتے ہیں جو کسی چیز کا سبب ہو یا موجب ہو۔ جب کوئی شخص کسی علاقہ میں بغیر کسی کام کے پھر رہا ہو تو کہا جائے گا کہ وہ آوارہ پھر رہا ہے۔ اور جب وہ کسی غرض کے ماتحت پھر رہا ہو تو اسے آوارہ نہیں کہا جائے گا بلکہ اگر غرض اچھی ہوگی تو کہا جائے گا کہ وہ حکمت کے ماتحت پھر رہا ہے۔ لیکن اس کی غرض اچھی نہ ہو تب بھی یہ کہا جائے گا کہ وہ آوارہ پھر رہا ہے بلکہ کہا جائے گا کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہے یا جہالت سے ایسا کر رہا ہے تو

کلمۂ حکمت کے معنے

ایسی بات کے ہیں جو اپنے اندر اغراض رکھتی ہو اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کلمۂ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے۔ اگر اسے پہلے سے اس کا علم تھا تو وہ تو اس کا مال ہے ہی۔ لیکن اگر اسے خود علم نہیں اور وہ کسی دوسرے سے ایسی بات سنتا ہے جو سبق آموز ہے اور جس سے وہ عبرت حاصل کر سکتا ہے اور فائدہ اٹھا سکتا ہے تو وہ بات خواہ کسی کافر کے منہ سے نکلی ہو اور خواہ منافق کے منہ سے۔ مومن کو چاہیئے کہ اسے فوراً لے لے اور یہ نہ کہے کہ یہ بات ایک کافر یا منافق میں پائی جاتی ہے اس لئے میں اس کو نہیں لے سکتا اور بجائے اس کے کہ اسے کافر و دجال یا منافق کی بات کہہ کر حقارت کی نظر سے دیکھے اسے چاہیئے کہ کہے اوہو یہ تو میری چیز تھی ....

....

.... افسوس کہ اسے کافر یا منافق لے گیا۔ اب کہ مجھے اس کا پتہ لگ گیا ہے میں اسے لے لوں گا

ضالۃ المؤمن کے معنے

یہ بھی ہیں کہ مومن کے سب کام حکمت کے ماتحت ہوتے ہیں اور یہ بھی کہ حکمتیں جتنی ہیں وہ سب مومن کی ہیں۔ ایک تو اس کا یہ مطلب ہے کہ مومن کوئی بات بغیر حکمت کے نہیں کرتا اور دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ مومن ساری کی ساری حکمتیں اپنے اندر جمع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گویا مومن وہ ہے جو کوشش کرتا ہے کہ تمام خوبیاں اپنے اندر جمع کرے اور جو ایسی کوشش نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہو سکتا تو کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا میں بتایا گیا ہے کہ مومن کو جب کوئی خوبی کی بات ملے تو وہ یہ دیکھے بغیر کہ یہ کس کی طرف سے آئی ہے اسے اپنی کھوئی ہوئی چیز سمجھ کر اسی طرح لے لیتا ہے جس طرح کسی کا بچہ کھویا ہوا ہو اور اسے مل جائے تو وہ فوراً اسے پکڑنے کے لئے دوڑتا ہے۔ اسی طرح مومن کو جب کوئی حکمت کی بات کسی جگہ نظر آتی ہے تو وہ اسے فوراً لے لینے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو میرے پاس ہونی چاہیئے تھی۔ افسوس کہ دوسرے کے پاس چلی گئی۔ اس نکتہ کو اگر سمجھ لیا جائے تو جماعت کو بہت بڑی ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔

بہت سی خرابیاں

اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ جب کسی کے پاس جتنی نیکی ہوتی ہے وہ اسی پر فخر کر کے بیٹھ جاتا ہے اور مزید خوبیاں اپنے اندر جمع کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اگر دشمن کی کوئی خوبی اسے نظر آتی ہے تو کینہ بغض اور حسد کی وجہ سے اسے بھی برا قرار دینے کی کوشش کرتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ اس کے ایسا کرنے سے دشمن کا تو کوئی نقصان نہیں۔ اس کے پاس تو وہ خوبی ہے ہی نقصان اس کا اپنا ہے کیونکہ حسد کی وجہ سے وہ اس خوبی کو حاصل نہ کر سکے گا اور محروم رہ جائے گا۔ اگر وہ اسے اچھا سمجھتا تو اسے لے لیتا اور نہ سمجھنے کی وجہ سے نہیں لے سکتا اور اس طرح خود اپنا نقصان کرتا ہے کسی دوسرے کا نہیں ہوتا۔

بعض لوگوں میں یہ نقص ہوتا ہے کہ وہ دشمن کی سچائی کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور اس کی خوبی کو خوبی نہیں سمجھتے اور اس طرح نقصان اٹھاتے ہیں۔ میری فطرت میں اللہ تعالےٰ نے یہ بات رکھی ہے کہ میں دشمن کے اعتراض کو پورے طور پر سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں چاہے میرا جواب اسے تسلی دے سکے یا نہ دے سکے۔ مگر وہ یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوتا ہے کہ میں نے اس کے سوال کو خوب اچھی طرح سمجھا اور بیان کر دیا ہے۔ ایک دفعہ میں نے لاہور میں ایک لیکچر دیا جو کالجوں کے طلباء اور پروفیسروں کے لئے تھا۔ میں نے بعض اعتراضات کے جوابات دیئے۔ لیکچر کے بعد ایک پروفیسر صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کے جوابات سے تو میں مطمئن نہیں ہوا لیکن پہلی بار ہی بات سن کر مطمئن ہونا کوئی ضروری نہیں، مگر میں ایک بات مانتا ہوں اور وہ یہ کہ آپ نے کسی اعتراض میں تخفیف بالکل نہیں کی۔ مخالف زبان کا ایک تجربہ کار عالم جس طرح اپنے اعتراضات کو پیش کرتا ہے اسی طرح آپ نے کر دیئے ہیں

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے

کہ وہ مخالف کے اعتراض میں کمی کر کے پیش کرتے ہیں۔ کچھ حصہ پہلے چھوڑ دیتے ہیں کچھ پیچھے اور اس طرح اسے کمزور کر کے پیش کرتے ہیں اور پھر جواب دیتے ہیں۔ مگر یہ صحیح طریق نہیں۔ اعتراض کو صحیح طور پر پیش کر کے جواب دینا چاہیئے۔ یہ الگ بات ہے کہ مخالف کی تسلی نہ ہو مگر ایک دفعہ تسلی نہ ہوگی تو دوسری دفعہ ہو جائے گی۔ دوسری دفعہ نہ ہوگی تیسری دفعہ ہو جائے گی مگر اس پر یہ اثر ہوگا کہ اس کے سوال کو دیانتداری سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اور اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ مخالف پر یہ اثر ہوگا کہ میرا مخالف دیانتدار آدمی ہے۔ لیکن اگر اس کے اعتراض کو ہی پوری طرح پیش نہ کیا جائے۔ کچھ ادھر سے گرا دیا جائے کچھ ادھر سے اور اس طرح اسے کمزور کر کے جواب دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس وقت مجلس میں عارضی طور پر واہ واہ ہو جائے اور عوام الناس کہہ دیں کہ خوب جواب دیا مگر اہل علم لوگ یہی کہیں گے کہ سوال اس کا اپنا غلط تھا جس کا آپ ہی جواب دیدیا۔ یہ جواب مخالف کے سوال کا نہ تھا۔

تو

مومن کو ہمیشہ کوشش کرنی چاہیئے

کہ جو خوبی کسی میں نظر آئے اسے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس کا اقرار کرے خواہ وہ دشمن میں ہی پائی جاتی ہو۔ جہاں بعض لوگوں میں یہ نقص ہوتا ہے کہ وہ مخالف یا دشمن کی خوبی کو بھی برائی کے رنگ میں دیکھتے ہیں وہاں بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو خوبی ہمیشہ دوسروں میں ہی نظر آتی ہے۔ اپنوں کی خوبی انہیں نظر نہیں آتی اور وہ ان میں برائی ہی برائی دیکھتے ہیں۔ یہ بھی بڑا بھاری نقص ہے اور اس سے اپنا ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ فلاں شخص میں فلاں عیب ہے اور فلاں میں فلاں اور اس طرح ایسا شخص آہستہ آہستہ عیب ہی عیب دیکھنے لگتا ہے۔ جس طرح شیر گدوانے والے نے ایک ایک کر کے سارا شیر ہی چھوڑ دیا تھا اسی طرح وہ ہر ایک میں عیب نکالتے نکالتے ساری جماعت کو ہی خراب سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر انہیں بانی سلسلہ بھی گندا نظر آنے لگتا ہے اور تعلیم بھی گندی نظر آنے لگتی ہے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کو بھی اسی قسم کی ٹھوکر لگی تھی۔ پہلے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا کہ آپ کی جماعت میں سوائے حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے کوئی اچھا آدمی نہیں اور چونکہ یہ اصول ہے کہ

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے

آہستہ آہستہ اسے درخت بھی نعوذ باللہ گندا نظر آنے لگا اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی شبہات پیدا ہونے لگے گو پہلے وہ آپ کو مسیح موعود لکھتا۔ مگر جب لکھتا کہ آپ

(العوذ باللہ) ٹھگ ہیں، لوگوں کے روپے کھا جاتے ہیں۔ اس کی عقل کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ اوپر وہ جس شخص کو مسیح موعود کہہ کر خطاب کرتا اور اللہ تعالےٰ کا مامور کہتا اسی کو نیچے ٹھگ اور بددیانت قرار دیتا۔ غرض جن لوگوں کو اپنوں کی خوبیاں نظر نہیں آتیں اور برائیاں ہی برائیاں دکھائی دیتی ہیں ان کا یہی انجام ہوا کرتا ہے۔ یہ تمہید میں نے اس لئے بیان کی ہے کہ ہماری جماعت کے احباب کو چاہیئے کہ خوبی خواہ دشمن میں ہو اس کا اعتراف کریں۔ اور اسے اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں خواہ کسی شخص کو تم اچھا نہیں سمجھتے۔ پھر بھی اس کی

خوبیوں کو دیکھنا چاہیئے

اور ان کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جرمنوں کو دیکھو لڑائی میں متواتر ان کو ایک سال سے شکست پر شکست ہو رہی ہے۔ اور کوئی عارضی کامیابی بھی نہیں ہوئی ہمارے دل یہی چاہتے ہیں کہ اسے شکست ہو جائے تا دنیا میں امن قائم ہو اور دین کی اشاعت ہو سکے۔ مگر ان شکستوں سے بھی ہم سبق حاصل کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ باوجودیکہ ان کو پے در پے شکستیں ہو رہی ہیں۔ اور بغیر کسی عارضی فتح کے ہو رہی ہیں۔ پھر بھی جرمن قوم برابر لڑ رہی ہے اور حوصلہ ہمت سے لڑ رہی ہے اور کسی گھبراہٹ کا اظہار ان سے نہیں ہوتا۔ میں تو حیران ہوتا ہوں۔ جب بعض لوگ معمولی تکالیف پر گھبرا اُٹھتے ہیں اور سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ ہم پر کیسی مصیبتیں آ گئی ہیں وہ یہ نہیں دیکھتے کہ دوسروں پر ان سے کہیں زیادہ مصائب ہیں۔ پھر تم کو جو امیدیں اپنے رب سے ہیں۔ وہ ان کو نہیں۔ یہ صاف نظر آ رہا ہے کہ ایک دشمن ہے۔ گو ہمارے ساتھ نہیں دوسروں کے ساتھ لڑ رہا ہے۔ اسے خدا تعالےٰ پر کوئی ایمان نہیں اور اس وجہ سے اس سے کوئی امید بھی اس کی وابستہ نہیں جہاں جہاں وہ کھڑا ہو کر مقابلہ کرنا چاہتا تھا۔ تقریباً وہ تمام مقامات وہ کھو چکا ہے مگر پھر بھی اس کا حوصلہ قائم ہے وہ اپنی شکستوں کو چھپاتے نہیں بلکہ صحیح رپورٹ شائع کر دیتے ہیں۔ ابھی ان کے کسی مقام سے ہٹنے کی خبر اتحادی ذرائع سے نہیں آتی کہ وہ خود اعلان کر دیتے ہیں۔ کہ ہمیں فلاں فلاں مقام چھوڑنا پڑا ہے۔ اور ہمیں وہاں نقصان اُٹھانا پڑا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو دلیر انسان ہی کر سکتا ہے۔ ہر ایک نہیں کر سکتا۔ بزدل ہمیشہ اپنی کمزوری اور ناکامی کو چھپاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جرمن حکمرانوں کو اپنی قوم پر اعتماد ہے۔ اور وہ جانتے ہیں کہ ایسی خبریں ان کو ڈرا نہ سکیں گی۔ بلکہ

یہ ایک ایسی بات ہے

جس سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے ایک دہریہ اور بے دین قوم ہونے کے باوجود ان میں ایسی دلیری اور اپنے اوپر ایسا اعتماد پایا جاتا ہے۔ کہ شکست کی خبروں کو چھپایا نہیں جاتا۔ یہ تو میں نہیں کہتا کہ سبھی رپورٹیں شائع کر دی جاتی ہیں۔ کیونکہ اکثر سیاسی آدمی سچے نہیں ہوتے۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ شکست کی خبروں کو چھپایا نہیں جاتا کیونکہ افسر خوب جانتے ہیں کہ قوم ان خبروں کو سنکر حوصلہ نہ ہارے گی۔ اور جہاں تک اخلاقی طاقت کا سوال ہے وہ جرمن قوم میں قائم رہے۔ ان کے بعض اہم مقامات ان سے چھن گئے۔ بہت سے سپاہی مارے گئے اور سامان جنگ بہت کم رہ گیا پھر بھی ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جسے دیکھ کر مومنوں کو سمجھنا چاہیئے کہ جب کافر ایسا نمونہ دکھا رہے ہیں تو مومن کو کتنا شاندار نمونہ دکھانا چاہیئے۔

مومنوں کی مثال

بھی ہمارے سامنے ہے۔ اور وہ ایسی مثال ہے کہ دنیا کی تاریخ میں ایسی کوئی اور مثال نہیں مل سکتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ تیرہ سال تک مکہ میں اور قریباً ڈیڑھ سال تک مدینہ میں سخت تکالیف اٹھاتے رہے اتنے لمبے عرصہ تک وہ شدید تکالیف اور مصائب کا شکار رہے۔ ان کی مثال کو اگر دیکھا جائے تو جرمن قوم کی قربانی کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی بیشک آج یورپ کی اقوام بہت قربانیاں کر رہی ہیں مگر صحابہؓ نے جو قربانیاں کیں وہ بے مثال ہیں۔ یہاں تو برابر کی قربانی ہے اگر اتحادی جرمنوں کو مارتے اور نقصان پہنچاتے ہیں تو جرمن بھی ان کو مار لیتے اور نقصان پہنچا لیتے ہیں۔ مگر صحابہ کے ہاتھ رُکے ہوئے تھے۔ ان کو اللہ تعالےٰ کا یہی حکم تھا۔ کہ مقابلہ ہرگز نہ کریں۔ وہ ماریں کھاتے تھے

ظلم پر ظلم

سہتے تھے مگر بالمقابل ہاتھ نہ اُٹھا سکتے تھے۔ دشمن خواہ کتنی تکلیف دے ان کو مقابلہ کی اجازت نہ تھی اور یہ نظارہ دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آ سکتا گو ہمارے زمانہ میں جرمن قوم جس قربانی کا ثبوت دے رہی ہے اس سے بھی ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور اخبار پڑھتے وقت اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اور جو بھی اچھی بات نظر آئے اس سے فائدہ

اُٹھانا چاہیئے ورنہ اگر یہ نہیں تو اخبار پڑھنا اللہ تعالےٰ کے نزدیک وقت کا ضیاع ہوگا۔ ہاں اگر عبرت حاصل کی جائے اور جب پڑھیں کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی قوم کو سزا دی گئی ہے تو وہ دعا کریں کہ خدایا ہمیں ایسا نہ کیجیو۔ اور جب یہ پڑھیں کہ کسی نے کوئی نیکی کی ہے یا کسی کو انعام ملا ہے تو دعا کریں کہ خدایا ہمیں بھی یہ دے میں تو تیرا بندہ ہوں۔ جب یہ خوبی تیرے دشمنوں میں موجود ہے تو مجھ میں کیوں نہیں۔ جب آدمی اخبار پڑھے تو ہر نیکی اور ہر خوبی جو اسے دوسروں میں نظر آئے اس کے متعلق یہ دعا کرے کہ اے اللہ مجھ میں یہ خوبی پیدا ہو جائے اور فلاں بدی سے محفوظ رہوں۔ تو اس طرح اس کا اخبار پڑھنا بھی دینی کام ہو جائے گا۔

دعا کرنے کے یہ معنے نہیں

کہ ہر بات پر ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے بلکہ پڑھتے پڑھتے ہی دل میں یہ دعا کرے کہ خدایا یہ نیکی اور یہ خوبی مجھ میں بھی پیدا ہو جائے اور اس بدی سے مجھ کو بچانا۔ اگر وہ ایسا کرے تو اس کا اخبار پڑھنا بھی ایک دینی کام ہوگا اور دینی خدمت ہوگی۔ مومن کو چاہیئے کہ وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھائے اخبار پڑھنے پر جو وقت صرف ہوتا ہے اس سے اس رنگ میں فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔ غرض ہمارا فرض ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی حقیقی طور پر فائدہ اٹھائیں اور خواہ عملی طور پر ان سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ نہ ملے۔ لیکن ان خوبیوں کو جو دوسروں میں نظر آئیں اپنے اندر جمع کرنے کی کوشش ضرور کرتے رہنا چاہیئے تا آہستہ آہستہ عمل کی توفیق بھی مل سکے۔ اور جب موقع آئے ہم

دین کے لئے مفید وجود

ثابت ہو سکیں۔ لیکن اگر یہ خیال کیا جائے کہ ابھی اس کی کیا ضرورت ہے ابھی تو ہمارے لئے ان باتوں کا کوئی موقع نہیں جب موقعہ آئے گا تو دیکھا جائے گا تو ایسا شخص موقعہ آنے پر بھی کچھ نہیں کر سکے گا۔ جو اخلاق لڑائی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں بے شک ان پر عمل کا ہمارے لئے موقعہ نہیں لیکن بہر حال دوسروں کے اندر ان کے موجود ہونے کی خبر کو پڑھ کر یہ دعا ضرور کرنی چاہیئے کہ خدایا اس کے لئے میرے دل کو تیار کر دے۔ تا جب تیرے دین کے لئے لڑائی کا موقعہ آئے تو مجھ سے یہ خلق ظاہر ہو۔ غرض اس لئے قلب کو تیار کرنا کرنا چاہیئے۔ تا کہ جب موقعہ آئے تو دوسروں سے بہتر نمونہ ہم پیش کر سکیں۔ اور ہیچے دکھانے ثابت نہ ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا

مجھے الہام ہوا تھا

کہ ـــــــ

روزِ جزا قریب ہے اور راہ بعید ہے

اس کے معنے یہی ہیں کہ فیصلہ کا وقت عنقریب ظاہر ہونے والا ہے۔ مگر جماعت کے لئے ابھی بڑا فاصلہ طے کرنا باقی ہے۔ بہت سی تربیت ابھی باقی ہے۔ اور بہت سے کام سیکھنے ہیں جنہوں نے وہ راہ طے کر لی ہوگی۔ وہ روزِ جزا آنے پر انعامات پائیں گے

. . . .

. . . .

جنہوں نے نہ کی ہوگی وہ محروم رہ جائیں گے۔ اور راہ کو طے کرنے والے جب انعامات پا کر واپس لوٹ رہے ہوں گے تو وہ جنہوں نے ابھی راہ طے نہیں کی ہوگی ان کو راستہ میں جاتے ہوئے ملیں گے اور چاہیں گے کہ ان کے ساتھ ہو لیں اور اس طرح اپنے آپ کو ان انعامات میں شریک کریں جس طرح منافقوں کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب مسلمان مال غنیمت لے کر لوٹتے ہیں تو وہ ان کو ملتے اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ شریک کرنا چاہتے ہیں اسی طرح جو لوگ روزِ جزا کے آنے سے پہلے پہلے تیاری مکمل نہ کریں گے وہ انعام پانے والوں کو راستہ میں مل کر چاہیں گے کہ اپنے آپ کو بھی ان انعامات میں حصہ دار بنا لیں۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ وہ حصہ دار نہیں ہو سکتے۔ اس الہام میں اللہ تعالےٰ نے

جماعت کو توجہ دلائی ہے

کہ ہر احمدی کو روزِ جزا کے آنے سے پہلے پوری طرح تیاری کرنی چاہیئے اسی صورت میں وہ انعامات کے مستحق ہو سکیں گے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسروں کے انعامات میں حصہ دار ہو سکیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو روحانی انعام ملتے ہیں وہ تقسیم نہیں ہو سکتے۔ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے عطا ہوتے ہیں دنیوی اموال کو تو تقسیم کیا جا سکتا ہے اور اس طرح سب کو حصہ دار بنایا جا سکتا ہے۔ مگر روحانی انعامات کے متعلق ایسا نہیں وہ تقسیم نہیں کئے جا سکتے یہ تو اسے ہی ملیں گے جو اپنے اعمال سے اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کرے گا۔ پیچھے جو پیچھے رہ جائیں گے وہ پا لیں گے مگر وہ جو رہ جائیں گے وہ منافقوں کی طرح رستہ میں مل کر چاہیں گے کہ اپنے آپ کو بھی ان انعامات میں شریک کر لیں مگر ایسا کر نہ سکیں گے۔ دنیوی انعام مخلوق کو بھی بعض اوقات مل جاتے ہیں مگر روحانی انعام

بالکل علیحدہ چیز ہے۔ دنیوی انعام بعض اوقات نا اہل کو بھی مل جاتا ہے مگر روحانی اسی کو ملتا ہے جو اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرے۔ دیکھو مسلمانوں میں بادشاہت بنو امیہ کو مل گئی مگر صحابہ کرام کی اولادوں کو نہیں ملی۔ اللہ تعالےٰ نے دنیوی حکومت بھی دے تو دی تا دنیاداروں پر حجت ہو سکے۔ مگر یہ اصل انعام صحابہؓ کی قربانیوں کا نہ تھا۔ مومن کے لئے اصل چیز خدا تعالےٰ کا قرب ہی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالےٰ دینی قربانیوں کے بدلہ میں دنیوی انعامات بھی دے یہ چیزیں وہ بعض اوقات دے بھی دیتا ہے اور بعض اوقات کمزوروں کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ ایک دفعہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں

مال غنیمت آیا تو آپ تقسیم کرنے لگے۔ ایک صحابی نے کہا یا رسول آپ نے فلاں شخص کو کچھ نہیں دیا۔ میرے نزدیک تو وہ مخلص آدمی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں مخلص آدمی ہے۔ وہ شخص اصرار کرتا رہا کہ وہ مخلص ہے۔ آپ نے فرمایا جب دنیوی مال تقسیم ہوتے ہیں۔ تو بعض دفعہ ان لوگوں کو ترجیح دے دی جاتی ہے جو دین میں ادنیٰ ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ دوسروں کے دین کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ گویا آپ کا مطلب یہ تھا کہ اخلاص کے لحاظ سے تم اس کا جو مقام سمجھتے ہو۔ وہ درست ہے اور اس وجہ سے میں نے اسے کچھ نہیں دیا۔ یہ بات نہیں کہ جتنا بڑا انعام کسی کو قرب الٰہی کا حاصل ہوتا ہے۔ اتنا بڑا اسے دنیوی انعام ملتا ہے۔ بے شک بعض کو دنیوی انعام بھی مل جاتا ہے۔ مگر بعض کو نہیں ملتا۔

بعض انبیاء ایسے ہوئے ہیں

جن کو فاقے آتے تھے۔ اور بعض بادشاہ بھی ہوئے ہیں جیسے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان علیہما السلام۔ یہی حال اولیاء امت کا ہے۔ سید عبد القادر صاحب جیلانی رحؒ بہت فاخرہ لباس پہنا کرتے تھے۔ بعض اوقات ان کا ایک ایک کپڑا ایک ایک ہزار دینار کا ہوتا تھا۔ مگر وہ فرماتے تھے کہ میں اس وقت تک کپڑا نہیں پہنتا جب تک اللہ تعالےٰ مجھے نہیں فرماتا کہ اے عبد القادر تجھے میری ذات کی قسم کہ تو فلاں کپڑا پہن۔ لیکن ہزاروں اولیاء ایسے بھی گذرے ہیں جنہوں نے غربت میں اپنی عمر گذار دی۔ پس یہ ضروری نہیں کہ مومن کو دنیوی انعامات بھی ملیں بعض دفعہ مل بھی جاتے ہیں اور بعض دفعہ نہیں بھی ملتے مگر نہ ملنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس کا ایمان اس پایہ کا نہیں جس پایہ کا ایمان اس شخص کا ہے جسے دنیوی م

م۔ انعام ملتا ہے۔ دیکھو حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی اولادوں کو کوئی حکومت نہیں ملی اور ملی تو بنو امیہ کو مل گئی حالانکہ یہ وہی تھے جن میں سے کئی جو دین کے ساتھ استہزاء کیا کرتا تھا اور جس نے کھانا بھجانا بھی حسابؓ کو دیا تھا۔ حالانکہ وہ مقام ان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا تھا۔

(الفضل ۔ ۱۷ر جون ۱۹۶۰ء)

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب طول اللہ عمرہ کی سیاحت جنوبی ہند

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن ۔ بمبئی

تاریخ ہند کا کوئی طالب علم جنوبی ہند کی اہمیت سے ناواقف نہیں ہو سکتا۔ یہ عہد ماضی میں مختلف تہذیبوں کا مرکز رہا ہے۔ کم سے کم ایک ہزار سال قبل مسیح سے عرب تاجروں کی آمد و رفت بھی اسی خطۂ ہند میں ثابت ہے۔ عہد وسطیٰ میں یہودی اور عیسائی بھی اس علاقہ میں آکر آباد ہوئے۔ بودھ تہذیب کی یادگاروں میں محیر العقول یادگاریں اسی علاقہ میں موجود ہیں یعنی اجنتا اور ایلورا کے غار۔ ان یادگاروں کی قدر و قیمت ان سیاحوں سے پوچھئے جو آئے دن اکناف عالم سے آتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں نے بھی سب سے پہلے اسی خطۂ ہند میں قدم رکھا۔ راجہ ولبھ رائے جن کو مسلمان سیاح راجہ بلہرا لکھتے ہیں۔ ان کی حکومت بھی اسی خطے میں تھی۔ اس نامور راجہ نے ہندو مسلم اتحاد و دوستی کی ایسی مفید یادگاریں چھوڑی ہیں جن پر آج بھی تعمیر مستقبل کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اردو زبان بھی اسی علاقہ میں پروان چڑھی۔ خاندان علی قطب شاہی، خاندان آصفجاہی اور مغل بادشاہوں کی عجیب و غریب یادگاریں بھی اسی علاقہ میں ہیں اور اب آثار قدیمہ کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ وادی سندھ کی تہذیب جس کا ہندوستان کی قدیم ترین تہذیبوں میں شمار ہوتا ہے۔ آریائی دور میں وہ تہذیب بھی ہندوستان کے باقی خطوں سے سمٹ کر جنوبی ہند میں آ گئی تھی۔ سنگتراشی کے اعلیٰ نمونے وادی سندھ کی تہذیب کو محفوظ کئے ہوئے ہیں۔ جو آج کل جنوبی ہند کے اکثر علاقوں میں نظر آتے ہیں۔ ہندو ازم میں راما نج کی تحریک جس کو ہم "تحریک وحدانیت" کہتے ہیں وہ بھی اسی خطۂ ہند سے اٹھی۔

پھر مسلمان مفسروں کے اقوال پر بھروسہ کیجئے تو حضرت آدم علیہ السلام کا نزول بھی اسی جنوبی ہند میں ہوا اور بقول کامل ابن اثیر اسی علاقہ میں انسانی ثقافت کی بنیاد ڈالی گئی۔

غرض جنوبی ہند کو مختلف تہذیبوں کا مرکز ہونے کی خصوصیت حاصل ہے۔ لیکن میں اس جگہ ایک ایسی تہذیب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جس کے عناصر کی ترتیب میں ان تمام تہذیبوں سے کام لیا گیا ہے۔ اور آج کل جنوبی ہند کے شہروں اور مرغزاروں میں پرورش پا رہی ہے۔ اس تہذیب کا نام "احمدیت" ہے۔ اس تہذیب کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے خدا نے کہا تھا کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"۔ جنوبی ہند میں جس طرح "پیغام احمدیت" پہنچا۔ اسے ہم دنیا کا کنارہ ہی کہیں گے۔ حقیقی طور پر تو دنیا کا کوئی کنارہ نہیں۔ مگر بمبئی۔ مدراس کوچین وغیرہ براعظم ایشیا کے کنارے ضرور ہیں۔ اور ان تمام ساحلی مقامات میں "تہذیب احمدیت" اپنا اثر و نفوذ قائم کر رہی ہے۔ حضرت میاں وسیم احمد صاحب طول اللہ عمرہٗ کی یہ سیاحت جنوبی ہند میں اسی نئی تہذیب کے فروغ پانے کا ثبوت دے رہی ہے۔ آپ کی یہ سیاحت ایک "تاجدار احمدیت" کی سیاحت تھی۔ آپ جہاں گئے لوگوں نے دیدہ و دل فرش راہ بنا لیا اور جہاں سے گئے وہاں کے احباب ملتے تمام کے رہ گئے

وہ آئے ہمارے گھر خدا کی قدرت
کبھی ہم ان کو کبھی گھر کو دیکھتے ہیں

جنوبی ہند اپنی ایک نئی تاریخ مرتب کر رہا ہے۔ وطنیت اور اشتراکیت کی تاریخ۔ مگر اس تاریخ کے مصنف حد اعتدال سے تجاوز کر رہے ہیں۔ انہیں حد اعتدال میں لانے کی ضرورت ہے اور اس وقت یہ ہمت احمدیت اور احمدی اکابر کے سوا اور کسی میں نہیں۔ اس طرح جنوبی ہند میں احمدیت کا دوسری تہذیبوں سے خاموش تصادم ہو رہا ہے۔ اور احمدیت ہر جگہ اپنا ایک ماحول بنا رہی ہے۔ طیور احمدیت ہر شاخ پر نغمہ ریز ہیں۔ اور نوا ہائے تلخ تر می زن چوں ذوق نغمہ کم یابی کے اصول پر کام کر رہے ہیں۔ ہر سال جلسے ہوتے ہیں۔ اکابر سلسلہ اور مبلغوں کی آمد سے چہل پہل پیدا ہوتی ہے اور لوگوں کو اسی نئی تہذیب کا پیغام سنایا جاتا ہے۔

یہ تہذیب کس طرح لوگوں کے دلوں میں گھر کر رہی ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ جب حضرت میاں صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب طول اللہ عمرہٗ ۲۳ر اپریل ۱۹۶۰ء کو بمبئی تشریف لائے۔ اور ایک عشائیہ میں شہر کے معزز غیر احمدی مسلمانوں سے آپ کا تعارف کرایا گیا تو گرچہ اکثر ان میں ایسے تھے جو بڑے دولتمند اور دنیوی تھے مگر تصرف الٰہی سے یہ پہاڑ بھی ہل گئے۔ اور سبھوں کے دل میں محبت و عقیدت کی کسک محسوس ہونے لگی۔ اس کا اظہار ان لوگوں نے اس طور سے کیا کہ واپسی پر اپنے اپنے گھروں میں بلانا چاہا مختلف دعوت نامے آئے۔ مگر واپسی میں بمبئی کا پروگرام صرف ایک دن کا تھا۔ اس لئے میں نے دعوت بھی ایک شخص کی قبول کی۔ یہ یہاں کے ایک کروڑپتی تاجر ہیں۔ جب ہم لوگ ان کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ انہوں نے حضرت میاں وسیم احمد طول اللہ عمرہٗ کے اعزاز میں ایک بڑا دسترخوان بچھایا ہے۔ اور اپنے جیسے بیسیوں دوستوں کو مدعو کیا ہے۔ دسترخوان پر نہایت ادب و احترام سے وہ خود آپ کے سامنے کھانا چنتے رہے۔ کھانے کے بعد اپنے ایرکنڈیشن روم میں اپنے دوستوں سے تعارف کرایا۔ وہاں آپ کی خدمت میں پھل پھلیریاں اور چار و پان پیش کیا۔ اس طرح ایک گھنٹہ کے قریب وہ لوگ آپ سے اور آپ ان لوگوں سے محظوظ ہوتے رہے۔ وہ لوگ جو اپنے محدود ماحول پر قانع ہیں۔ اس صحبت کے دور رس نتیجہ سے واقف نہیں۔ یہ اصل میں تہذیب احمدیت ہے جو آہستہ آہستہ دوسرے ماحول پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ دنیا کے تصادموں میں سب سے حیرت انگیز تصادم مختلف تہذیبوں کا تصادم ہوتا ہے۔ ایک تہذیب کی جگہ دوسری تہذیب کیسے لیتی ہے۔ یہ تاریخ کا سب سے پیچیدہ اور اہم بحث ہوتا ہے اور مستقبل ہوتا ہے اور مستقبل کے مؤرخ صدیوں اس پر رائے زنی کرتے رہتے ہیں۔ احمدیت بھی اس وقت دنیا کے اسٹیج پر وہی حیرت انگیز کردار ادا کر رہی ہے البتہ اسے دیکھنے کیلئے نگاہ بصیرت چاہیئے۔

آخر میں ہم اپنی۔ اپنے اہل و عیال اور جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے آپ کا اور اہل و عیال کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اہل بیت کا یہ سفر نیک جنوبی ہند کی تمام احمدی جماعتوں پر اور جنوبی ہند کیلئے بابرکت بنائے۔ آمین۔

غانا (مغربی افریقہ) میں تبلیغ اسلام

۹۲ افراد کا قبولِ اسلام ۔ معززین سے ملاقاتیں ۔ تقاریر

تعلیمی و تربیتی مساعی

از مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر ۔ انچارج غانا مشن

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مشن غانا کے مبلغین کی مساعی کے نتیجہ میں جنوری سے مارچ تک ۹۲ اشخاص نے اسلام قبول کیا۔ خاکسار نے عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۶ مقامات کا دورہ کیا۔ متعدد لیکچر دیئے۔ یک صد بوگو لے تک بذریعہ پرائیویٹ ملاقات پیغام حق پہنچایا۔ ۱۲۳ میل سفر طے کیا۔ مقام بیڈدم جہاں احمدیہ جماعت خاصی تعداد میں پائی جاتی ہے وہاں لوکل کونسل کی طرف سے ایک سکول قائم ہے۔ اس سکول کی عمارت بنانے میں ممبران جماعت احمدیہ نے بھی گاؤں کے دوسرے غیر مسلم لوگوں کی مدد کی۔ اس سکول کی مینیجری رومن کیتھولک مشن کے ہاتھوں میں ہے۔ حسب معاہدہ اس سکول میں ایک احمدی رکھنا ضروری تھا۔ تاکہ دینیات کی گھنٹیوں میں مسلم طلباء کو وہ دینیات پڑھا سکے کئی سالوں تک اس سکول میں ہر وقت ایک احمدی ٹیچر مقرر کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن امسال رومن کیتھولک مشن نے احمدی ٹیچر کو سکول میں رکھنے سے انکار کر دیا۔ اس پر میں نے علاقہ کے ایجوکیشن آفیسر کو لکھا نیز جماعت نے بھی لوکل کونسل پر زور دیا جس کے نتیجہ میں بجائے ایک ٹیچر کے دو احمدی ٹیچروں کے تقرر کا فیصلہ ہوا۔ مورخہ ۱۹ر جنوری کو عزیزم عبدالوہاب صاحب (جو ربوہ میں تعلیم حاصل کرکے حال ہی میں اپنے وطن روانہ ہوئے ہیں) کی والدہ ایک گاؤں میں فوت ہو گئیں۔ ان کا وہاں نماز جنازہ جا کر پڑھا اور بعد ازاں ایک پبلک لیکچر دیا۔ مورخہ ۲۵ر جنوری کو آکرے ڈائرکٹر آف ونیکر بیرو کو ترجمۃ القرآن فیسٹی کے سلسلہ میں جا کر ملا۔ انہوں نے کہا کہ فیسٹی میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے پر وہ پندرہ سو پونڈ وصول کریں گے اشاعت کا خرچ اس کے علاوہ ہوگا۔ ہم ہزار نسخوں پر قریباً ۲½ ہزار پاؤنڈ خرچ کا اندازہ ہے۔ ڈائرکٹر سے مزید خط و کتابت جاری ہے۔ انگلش ترجمۃ القرآن کی ایک کاپی ان کے پاس ہے جو ان کے زیر مطالعہ ہے۔ ۲۷ر جنوری کو Mass ایجوکیشن آفیسر آئے اور انہوں نے تاریخ احمدیت پر مجھ سے بہت نوٹ لئے۔

مورخہ ۳ر فروری کو گورنر جنرل صاحب غانا لارڈ لسٹول سالٹ پانڈ تشریف لائے ان سے ملاقات ہوئی۔ کافی دیر تک میرے ساتھ احمدیت کے متعلق گفتگو کرتے رہے گفتگو کے اختتام پر انہوں نے کہا کہ مجھے آپ سے احمدیت کے متعلق معلومات حاصل کرکے بہت خوشی ہوئی ہے۔ مورخہ ۱۳ فروری کیپ کوسٹ ہائی کورٹ میں اسحاق مرحوم آف افرانسی کی وصیت کے سلسلہ میں جج کی عدالت میں پیش ہوا مورخہ ۲۰ر فروری کو تعلیمی امور کے سلسلہ میں ایک طویل خط ڈائرکٹر سیکرٹری غانا ایجوکیشنل ٹرسٹ کو لکھا۔ اور اس کی نقول پریذیڈنٹ غانا ایجوکیشنل ٹرسٹ وزیر اعظم غانا اور دوسرے وزراء حکومت کو ارسال کیں۔

مورخہ ۲۱ر فروری ... ایک بڑی میٹنگ ہوئی۔ جس میں احباب جماعت کثرت سے تشریف لائے۔ اس میں خاکسار اور مولوی عبداللطیف صاحب نے جماعت کو مخاطب کیا۔ مورخہ ۲۶ر فروری اور ۲ر مارچ کو فرانسیسی سوڈان کے بعض لوگ سالٹ پانڈ مشن ہاؤس میں آئے انہیں سلسلہ کی تعلیم سے آگاہ کیا گیا اور انہیں عربی اور فرانسیسی میں کافی لٹریچر فرنچ سوڈان میں تقسیم کرنے کے لئے دیا مورخہ ۱۴ر مارچ کو ڈپٹی کمشنر صاحب پاکستان نے پاکستان ڈے کے موقعہ پر آکرے مدعو کیا۔ وہاں بہت سے معززین اور اہم شخصیات یورپین۔ مصری، شامی افریقن ہندوستانی اور پاکستانیوں سے ملنے کا موقعہ ملا۔

مورخہ ۲۰ر مارچ کو برادرم قسیم شیخ فیروز محی الدین صاحب پاکستان سے تشریف لائے۔ ان کے استقبال کے لئے آکرا ایئرپورٹ پر گیا۔ مورخہ ۱۱ر مارچ کو گوموا آسن سٹیٹ کونسل کے اڈھاڈی صد کے نزدیک پیرا ماؤنٹ اور دوسرے چیفس صاحبان دربار یوں کے سٹیٹ کونسل کی میٹنگ میں شامل ہوئے خاکسار نے بمقام موقعہ پر شراب اور ملکی طریقہ تجہیز و تکفین و رسومات کی خرابیوں پر ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ خاکسار جامعہ احمدیہ مدارس کی جنرل مینیجری کے فرائض بھی بجا لاتا رہا۔ درس القرآن باقاعدہ جاری رہا۔ جملہ خط و کتابت آمدہ از وزارت تعلیم و دیگر محکمہ جات حکومت لوکل کونسلز۔ اساتذہ سکول احباب جماعت اور مبلغین کے جوابات دیئے جاتے رہے۔ نیز مشن کے جملہ کاموں کی نگرانی کی۔

مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم انچارج اشانٹی ڈسٹرکٹ تحریر کرتے ہیں۔ ماہ جنوری میں علاقہ اشانٹی کے نئے ریجنل کمشنر صاحب کے تقرر کے موقعہ پر جماعت کی طرف سے ایک وفد کمشنر صاحب کو جاکر ملا اور خوش آمدید کا ایک ایڈریس معہ ہدیہ انگریزی ترجمۃ القرآن ان کی خدمت میں پیش کیا۔ ایڈریس میں مولوی صاحب نے جماعت احمدیہ کے عقائد کا ذکر کیا اور جو تعلیمی اور مذہبی خدمات جماعت احمدیہ غانا نے کی ہیں ان سے روشناس کرایا۔ ریجنل کمشنر صاحب نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے جماعت کی خدمات کو سراہا۔ اور اسلام سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم کے مطالعہ کا وعدہ کیا۔ ایڈریس اور جواب ایڈریس ریڈیو غانا کے نمائندگان نے ٹیپ ریکارڈ کیا۔ اور اس تقریب کی خبر انگریزی زبان کے علاوہ ملک کی پانچ لوکل زبانوں میں نشر ہوئی۔ ڈیلی گرافک نے موقعہ کا فوٹو بھی دیا۔

شمالی غانا Wa کے ضلع ... میں جماعت احمدیہ نے ایک پختہ مسجد بنائی۔ اس مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر مولوی صاحب وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں جماعت Wa نے تین دن تک ایک جلسہ منعقد کیا۔ جس میں Wa ضلع کی جماعتوں کے علاوہ فرانسیسی علاقہ کی تین جماعتوں کے نمائندگان بھی شریک ہوئے۔ اس جلسہ میں دوسرے مسلمان بھائیوں کے علاوہ علاقہ کے مشرکین اور Wa کا پیرا ماؤنٹ چیف بھی اپنے اکابر کے ساتھ شریک ہوا۔ اس جلسہ میں مولوی صاحب کے علاوہ الحاج معلم صالح اور اساتذہ عربی سکول وا (Wa) نے تقاریر کیں۔ ماہ فروری میں یوم مصلح موعود کی تقریب کے سلسلہ میں مسجد احمدیہ کماسی میں ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں کثیر التعداد احباب و خواتین شامل ہوئے۔ مصلح موعود کی پیشگوئی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے تفصیلاً واضح کیا کہ کن حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی کی۔ اور کس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود با جود میں من و عن یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ کلیم صاحب کی تقریر کے بعد چوہدری نذیر احمد صاحب ایم۔ ایس سی ٹیچر احمدیہ سکنڈری سکول نے تقریر کی۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک لوکل مبلغ ابراہیم بن محمد مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ گئے احباب جماعت نے بخوشی ان کے کرایہ کا بندوبست کیا اور جب وہ آٹھ فروری کو پاکستان کے لئے روانہ ہوئے تو کماسی ایئرپورٹ پر سینکڑوں احباب و خواتین نے دعاؤں سے اپنے مجاہد بھائی کو الوداع کہا اور ہر ایک نے خواہش ظاہر کی۔ کہ ان کا السلام علیکم حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تک پہنچایا جائے۔

ملک خلیل احمد صاحب اختر سابق انچارج اشانٹی نے سکنڈری سکول میں ایک جلسہ کا انتظام کیا تھا لیکن ان کی موجودگی میں بعض وجوہ کی بناء پر جلسہ نہ ہو سکا۔ اس سال ۵ جنوری کو یوروپین ریجنل ریذیڈنٹ ٹیوٹر اشانٹی ریجن نے وہی جلسہ ہمارے سکنڈری سکول کماسی میں کیا۔ اس جلسہ میں طلباء سکول اور اساتذہ کے علاوہ مولوی کلیم صاحب کی دعوت پر اشانٹی کے رومن کیتھولک بشپ رجسٹرار کماسی کالج آف ٹیکنالوجی پرنسپل ٹیچر ٹریننگ کالج اور بعض دیگر نامور افراد تشریف لائے۔ ریجنل ریذیڈنٹ ٹیوٹر نے فاضلانہ تقریر کرتے ہوئے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح اسلام مسلمان تاجروں کے ذریعہ شمالی افریقہ سے مغربی افریقہ پہنچا۔

کماسی مارکیٹ اور کماسی کے گرد و نواح میں تبلیغی پبلک جلسے اتوار کے دن ہوتے رہے۔ جن میں احباب جماعت اور مولوی کلیم صاحب لیکچر دیتے رہے۔ عید الفطر کی تقریب پر سکنڈری سکول کے غیر مسلم اساتذہ کو ٹی پارٹی دی گئی۔ جس میں اس موقعہ پر مولوی کلیم صاحب ... مجید احمد صاحب نے گفتگو کے ذریعہ مذہب کی اصل غرض اور اسی ضمن میں اسلام کی بعض خوبیوں کا ذکر کیا۔ ایسے ہی کلیم صاحب نے گورنمنٹ سکنڈری سکول ٹیچیال اور لوکل کونسل کے ایک سکول کے طلباء کے سامنے (اسلام کیا ہے؟ کے عنوان پر تقاریر کیں) مولوی کلیم صاحب کا ایک تفصیلی مضمون اشانٹی پائنیر میں شائع ہوا۔ جس میں بعض نامجھ کے خلاف اسلامی تعلیم کو واضح کیا گیا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم

(باقی ...)

ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد کے ایک مضمون پر محققانہ نظر

(از مکرم سید غلام مصطفیٰ صاحب پروپرائٹر آئیڈیل فارمیسی مظفر پور ۔ بہار)

(۲)

قولہ: ۔ اور اس نے ایسی عظیم الشان جماعت قائم کی جو جان سپاری میں حضرت صحابہ کرام سے جا ٹکرائی ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک نقل کفر کفر نہ باشد ناقل) اور یہ سب کچھ اس نے مذہب کے نام پر ہی کیا۔ بہشتی مقبرہ اور جنت دوزخ کی لالچ میں ہی کرایا۔ دوزخ اور جنت سے بے پرواہ محض عشق رسول میں سب کچھ نچھاور کرنے والی اور کرۂ ارض پر فقط ایک ہی جماعت چشم فلک نے دیکھی ہے اور وہ حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی جماعت ہے۔ ؎

ہمہ مبتلائے دانہ و دام اند

(نعوذ باللہ من ذالک ۔ یہ بہتان عظیم ناقل) اور شان محبوبی کی یہی خصوصیت خاصہ ہے (یعنی وہ مبتلائے دانہ و دام نہ تھے) جو جناب رسالت پناہ کو سبھی اگلے پچھلے میں ممتاز کرتا ہے۔

اقول۔ افسوس کہ حق کی دشمنی انسان کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔ کہاں حضرات صحابہ کرام کی وہ نورانی اور مقدس جماعت جن کی قربانیاں اور جاں نثاریاں رضائے الٰہی رواداری، آزادیٔ مذہب و ضمیر تحفظ انسانیت اور قیام اخلاق کے لئے تھیں اور کہاں وہ حسن بن صباح کی وحشت و بربریت اور جارحیت ظلم و استبداد کے لئے اپنی گردن اپنی چھریوں سے حلال (حرام ناقل) کرنے والی وحشی اور اخلاق سوز جماعت قربانی اور جاں نثاری کی قدر و منزلت یا اس کا موازنہ ہمیشہ اس کے محرکات اور مقاصد کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ شب بیداری اکثر رات کے وقت چور اور رہزن بھی کیا کرتے ہیں۔ اور شب بیداری اور قیام اللیل خدا تعالےٰ کے عابد اور زاہد بندے بھی کیا کرتے ہیں اب محض اس قدر مشترک کے باعث دونوں کو ایک ہی درجہ دیا جاسکے گا؟ پھر کیا محض اس وجہ سے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی قربانیاں بھی کیں اور حسن بن صباح کے ماننے والوں نے اپنے مقصد کے لئے جانیں دیں۔ دونوں میں مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ کیا محض اس مشابہت کی وجہ سے کہ چراغ اور آفتاب دونوں روشنی کے مخرج ہیں چراغ کا آفتاب سے مقابلہ کیا جائے؟ حالانکہ وہاں تو پھر بھی اتنی مشابہت ضرور قائم ہے کہ دونوں روشنی کا مخرج ہیں مگر صحابہ کرام رض اور حسن بن صباح کی جماعت میں تو نور و ظلمت کا فرق ہے۔ ھل یستوی الظلمات والنور فما لھم و تتبا ترا۔ مضمون نگار کا یہ کہنا کہ

"یہ سب کچھ اس نے مذہب کے نام پر ہی کیا"

لہٰذا گویا کہ تحریک کسی مذہب کے نام سے موسوم تھی اور حضرات صحابہ کرام رض کا اسلام بھی ایک مذہب ہی ہے اور ان دونوں میں لفظ مذہب قدر مشترک ہونے کی وجہ سے حسن بن صباح کی جماعت کا جوڑ صحابہ کرام رض سے قائم کرنا سوائے اباحت اور حماقت کے کیا ہوسکتا ہے پھر مضمون نگار کا "بہشتی مقبرہ اور جنت اور دوزخ" پر زبان طعن دراز کرنا نہ صرف صحابہ کرام رض سے استہزاء ہے۔ بلکہ تمام وہ لوگ کہ مذہب اور معاد اور اُخروی زندگی کے قائل ہیں ان سب کا مذاق اڑانا ہے اور ظاہر ہے کہ مضمون نگار کی یہ جبلت اس دیرینہ صحبت اور وابستگی کا نتیجہ ہے جو ان کو سوشلسٹ پارٹی کے ساتھ تھی۔ سوائے مادہ پرستوں کے تمام اہل مذاہب جو عمل خیر اور عمل بد کی جزاء اور سزا کے قائل ہیں کسی نہ کسی رنگ میں جنت اور دوزخ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور مضمون نگار نے صحابہ کرام کی نسبت یہ لکھ کر کہ "وہ جنت اور دوزخ سے بے پرواہ محض عشق رسول میں سب کچھ نچھاور کرنے والے تھے" اپنی اباحت کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ہے۔ بے شک صحابہ کرام رض اپنے اندر عشق رسول انتہاء درجے پر رکھتے تھے۔ مگر ان کی نسبت یہ کہنا کہ وہ جنت اور دوزخ سے بے پرواہ تھے۔ بے دینی اور لامذہبیت پھیلانے کا بہانہ اور ذریعہ ہے جنت تو اس مقام کو کہتے ہیں جہاں دیدار الٰہی اور وصال الٰہی نصیب ہوتا ہے اور دوزخ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں اللہ تعالےٰ سے دوری اور مہجوری ہوتی ہے۔ بھلا صحابہ کرام رض جنکی نسبت قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے کہ

ان اللّٰہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (پ ۱۱ ع ۲)

اللہ تعالےٰ نے مومن کی جان اور مال جنت کے بدلے خرید لیا ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالےٰ سے سودا ہی کیا تھا جنت کا اور جو ہر روز وقت کی نمازوں میں دعا پڑھا کرتے تھے کہ نوجوا رحمتک ونجنی عن ابلک ان کی نسبت یہ بدگمانی کہ وہ نعمت جنت اور حرمت دوزخ سے بے پرواہ تھے۔ نعوذ باللہ من ھذا الک ایک بے ادبی کا کلمہ ہے۔ شاید مضمون نگار مذکور جنت کا وہی تصور رکھتا ہے جو اسکے ممدوح حسن بن صباح نے قائم کرنے کی کوشش کی تھی یا جس افسانوی جنت کی اشاعت موجودہ زمانے کے بعض کوشش علماء کرتے ہیں ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ ہماری جنت ہمارا خدا ہے اور ساری لذتیں ہم اپنے خدا میں پاتے ہیں یہی وہ تصور ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (قرآن کی روشنی میں) جنت کا دنیا کو دیا مگر افسوس کہ مضمون نگار مذکور اور ان کے ہمنوا ان حقائق سے محرومی اور بیگانگی کی وجہ سے جنت کا مذاق اڑاتے ہیں ؎

از حقائق غافل و بیگانہ اند
ہمچو طفلاں مائل افسانہ اند
(حضرت مسیح موعودؑ)

مضمون نگار مذکور نے نہ صرف دوزخ و جنت کا مذاق اُڑایا ہے بلکہ حضرات صحابہ کرام رض سے اپنے ممدوح حسن بن صباح کی ٹکر ٹکرا کر اور صرف صحابہ کرام رض کا استثناء کر کے تمام اگلوں پچھلوں کو مبتلائے دانہ و دام گردانا ہے۔ اگر مضمون نگار مذکور صحابہ کرام رض کے بعد تمام انبیاء سابقین، ان کے اصحاب اور صلحاء امت کو نظر انداز کر کے حسن بن صباح کی مدح کی مدح سرائی میں ہی اکتفا کرتا تو ہمارے دل شاید ایسے زخمی نہ ہوتے جیسے تمام اگلے پچھلے انبیاء و صالحین کو مبتلائے دانہ و دام لکھنے سے ہوئے ہیں۔ تمام برگزیدوں اور پاکبازوں کی شان میں ایسی گستاخی، تہمت اور بدگمانی مضمون نگار کی سیہ باطنی کا بین ثبوت ہے۔ اللہ تعالےٰ کے برگزیدے تو مصفیٰ آئینہ ہوتے ہیں جس میں ہر بدباطن اپنی ہی شکل دیکھتا ہے۔

تعجب اور حیرت ہے کہ احمدیت کی دشمنی میں اسلام کا دعویٰ کرنیوالے ایک ماہنامہ نے اس کو شائع کر دیا اور اسلام کا دم بھرنے کا دعوےٰ کرنے والوں نے اس تلخ گھونٹ کو خاموشی سے پی بھی لیا۔ کہیں سے بھی اس بیباکی اور ہرزہ سرائی کے خلاف کوئی آواز نہ اُٹھی۔

مضمون نگار مذکور کو صحابہ کرام رض کے بعد اگر کوئی گروہ نظر آیا تو وہی سخوتی گروہ جس کی جماعت بندی حسن بن صباح نے کی تھی اور تمام انبیاء سابقین اور ان کے اصحاب حضرت امام حسینؓ ان کے اہل بیت اور دیگر تمام صلحاء امت کو اس نے نظر انداز کر دیا۔ انبیاء سابقین علیہم السلام کی نسبت اس کو معلوم نہیں کہ ان کے کیا مدارج عالیہ تھے حضرت مسیح موعودؑ نے کیا ہی دلنشین انداز میں حضرت احمد مجتبیٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اور ان کے ساتھ انبیاء سابقین علیہم السلام کی مدلل طور سے مدح سرائی فرمائی ہے ؎

در دلم جوشد ثنائے سرورے
آنکہ در خوبی ندارد ہمسرے
آنکہ در بر و کرم بحر عظیم
آنکہ در لطف اتم یکتا درے
آنکہ در جود و سخا ابر بہار
آنکہ در فیض و عطا یک خاورے
ہر رسولے آفتاب صدق بود
ہر رسولے بود مہر انورے
ہر رسولے بود ظل دیں پناہ
ہر رسولے بود باغ مثمرے
گر نہ بودے نامدے ایں نیل پاک
کار دیں ماندے سراسر ابترے
ہر کہ منکر بعثت شان نادر بجا
ہست او آلائے حق را کافرے
آں ہمہ از یک صدف صد گوہر اند
متحد در ذات و اصل گوہرے
اُمتے ہرگز نہ بودہ در جہاں
کاندر آں نامد بوقتے منذرے
آں ہمہ کان معارف بودہ اند
ہر یکے از راہ مولیٰ مخبرے
انبیاء روشن گہر ہستند لیک
ہست احمد زاں ہمہ روشن ترے
می پرد دم سوئے کوئے او مدام

من اگر می داشتم بال و پرے
او چہ میدارد بمدح کس نیاز
مدح او خود فخر ہر مدحت گرے

سخت افسوس کہ بقول مضمون نگار مذکور چشم فلک نے صحابہ کے علاوہ اس کرۂ ارض پر اگر دیکھا تو حسن بن صباح اور اس کی جماعت کو انبیاء سابقین علیہم السلام کی مقدس جماعت ان کے کارناموں کو اس کی چشم نارسا دیکھ نہ سکی۔ دراصل یہ مادہ پرست دروغ وحشت کا مذاق اڑانے والے طاقت و ثروت کے پجاری صحابہ کا ذکر خیر بھی تعریفاً و توصیفاً صرف اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صاحب حکومت و شوکت بھی بنایا تھا۔ انبیاء سابقین اور صلحاء امت کا ذکر کریں تو کس طرح کیونکہ ان میں سے اکثر و بیشتر کمزوری اور مظلومی کی ہی حالت میں اپنے انفاس قدسیہ سے روح ایمان پھونکتے رہے۔ اس لئے ان مادہ پرست کی نگاہ جا کر ٹھہری تو کہاں؟ حسن بن صباح پہ۔

بہ ایں عقل و دانش بباید گریست

قولہ۔ حالانکہ جن بنیادوں پر کوئی مرزا صاحب کی گواہی دیتا ہے انہی بنیادوں پر سب سے پہلے حسن بن صباح کی تصدیق کرنی چاہیئے مرزا صاحب کو تو صرف قانون کی حفاظت بھی حاصل تھی۔ لیکن حسن بن صباح نے مخالفین اسلام کے نرغہ میں اپنا چراغ نبوت و امامت جلایا۔

اقول۔ مضمون نگار مذکور کے دل و دماغ پر تو حسن بن صباح بری طرح چھایا ہوا ہے۔ اس لئے وہ تو کوئی بات سمجھنے سے قاصر ہے البتہ ناظرین کے لئے عرض کرتا ہوں کہ دہشت و بربریت کا چراغ جبر و استبداد کے تیل سے کسی بھی حکومت کے زور پر جلا کر نبوت و امامت کے ثبوت میں پیش کرنا حقیقت نبوت و امامت سے کلی ناواقفیت اور جہالت کی دلیل ہے۔ نبوت صادقہ کا مصباح نور خداوندی سے روشن ہوتا ہے۔ جس کو بطور تمثیل قرآن حکیم نے یوں بیان فرمایا:۔

مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا
مصباح ط المصباح فی
زجاجۃ ط الزجاجۃ
کانہا کوکب دری یوقد
من شجرۃ مبارکۃ
زیتونۃ لا شرقیۃ
ولا غربیۃ یکاد
زیتہا یضیئ ولو لم
تمسسہ نار ط نور علی
نور ط یہدی اللہ لنورہٖ
من یشاء ط ویضرب
اللہ الامثال للناس ط

(پ ۱۸۔ ع ۱۱)

اسی تمثیل کے مطابق انبیاء سابقین کا مصباح جلتا رہا اور سب سے بڑھ کر احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلعم کا مصباح عالمتاب دنیا کو منور کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ اور آپ کی برکت و فیض روحانی انوار قدسیہ کے پرتو سے حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا مصباح نبوت روشن ہے یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون یہ لوگ اپنے منہ کی پھونکوں سے اس نور نبوت کو بجھانا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اسے قائم رکھنے والا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی نبوت صادقہ کی جو شخص بھی گواہی دیتا ہے وہ منہاج نبوت اور معیار صداقت پر دیتا ہے نہ کہ مضمون نگار کے مزعومات و مخترعات پر۔ مضمون نگار کو چاہیئے کہ وہ قرآن حکیم سے معیار نبوت اور معیار صداقت معلوم کرکے پہلے انبیاء سابقین کی نبوت کی گواہی دیں اگر انہوں نے ایسا کیا تو وہ خود بخود مرزا صاحب کی نبوت پر گواہ بن جائیں گے۔ کیونکہ سارے انبیاء صادقین ایک ہی پنج پہ ہوتے ہیں ؎

آں ہمہ از یک صدف صد گوہر اند
متحد در ذات واصل دگوہرے

قولہ۔ مرزا صاحب کو تو صرف قانونی حفاظت بھی حاصل تھی۔

اقول۔ انبیاء صادقین سوائے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے کسی حفاظت کے محتاج نہیں ہوتے واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون کے مطابق اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود نور نبوت کی حفاظت فرماتا ہے آئین و قانون کا زمانہ ہو یا لاقانونیت کا دور دورہ مفسدہ کا طوفان ہو یا مخالفت کا سیلاب بہر حال نور نبوت ضیاء پاش رہتا ہے۔ کیا آئین و قانون کے زمانہ میں دشمنان حق نے احمدیوں پر ظلم ڈھانے اور ان پر عرصہ حیات تنگ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا رکھا تھا۔ کیا اسی دور میں عیسائیوں نے خون کے جھوٹے مقدمہ میں خود حضرت مسیح موعودؑ کو پھانسی کرانے کی کوشش نہیں کی۔ کیا مولویوں نے عیسائیوں کی طرف سے حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف جھوٹی گواہیاں نہیں دیں کیا دشمنان حق نے حضرت مسیح موعودؑ کی ذات اقدس پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ معترض کہتا ہے کہ قانون کی حفاظت حاصل تھی۔ کیا خود حکومت کے عائدین پر حملے نہیں ہوئے۔ اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا کہ واللہ یعصمک من الناس (یعنی اللہ تعالیٰ تجھے انسانی حملوں سے محفوظ رکھے گا۔ کیا یہ زبردست معجزہ نہیں۔ ایسی تحدی کے ساتھ حفاظت خداوندی کا اعلان کرنے والی ذات والا صفات کی نسبت قانون کی حفاظت کا وسوسہ پیدا کرنا چہ معنی دارد یا ندر خاک ڈالنے کی کوشش کے مترادف ہے۔

آج بھی بڑی بڑی حکومتوں کے سربراہ اور کرتا دھرتا موجود ہیں اور باوجود ہمہ سامان حفاظت و ذرائع اور دبدبہ کے۔ کسی کا جگر گردہ نہیں کہ اپنی نسبت یہ دعوےٰ کر سکے کہ میں تمام انسانی ہاتھوں کے حملوں سے محفوظ رہوں گا۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے انبیاء صادقین کی اپنے رب کی بشارتوں کی وجہ سے شان ہوتی ہے جو علی الاعلان منادی کر سکتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری نسبت کہا ہے کہ واللہ یعصمک من الناس۔ کسی بد اندیش کا ہاتھ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہیں پہنچا ہے پھر لاقانونیت کے دور میں اور صاحبان قانون و حکومت کی مخالفت کے دور ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ نشان دکھایا کہ کسی بھی صدمہ اور باد صرصر سے یہ نور مصباح نبوت بجھایا نہیں جا سکتا۔

تمہارے مودودی تمہارے احرار و تمام اشرار اور حکومت کے کل پرزے اکٹھا ہو کر احمدیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے تھے اور بیشک حالات بہت نازک تھے۔ احمدیوں کے پاس اپنی حفاظت کا سامان اور ... بھی نہ تھا اور تقدیر مبرم بھی کہتی تھی۔ اب احمدیوں کے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ مگر مومنوں کی مستجاب دعائیں اور ایک مومن کامل حضرت محمود ایدہ الودود کی نگاہ مومنانہ سے تقدیر بدل گئی کہ ؎

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اور ہم نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا کرشمہ دیکھا کہ

کافر جو کہتے تھے نگوں سار ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

(حضرت مسیح موعودؑ)

ان نشانات کے بعد بھی قانون کی رٹ لگانا بے حیائی ہے۔

قولہ۔ اور ایک ایسے شخص کی سچائی پر گواہی دی جائے جو ہنوز تجرباتی دور سے آگے نہیں گذرا۔

اقول۔ مادہ پرستی کا برا ہو کہ یہ اپنے حلقہ بگوشوں سے کثافت مادی سے نکل کر لطافت روحانی کی طرف جانے کی صلاحیت ہی سلب کر لیتا ہے یہ روحانی اخلاقی اور مذہبی باتوں کو بھی مادہ پرستی کی عینک سے ہی دیکھتا ہے یہ امور اخلاقیہ و تحریکات روحانیہ کو بھی اپنے دار التجارت میں دوربین اور خوردبین سے دیکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ اسی روش پر مضمون نگار مذکور نے احمدیت کے متعلق بھی تجرباتی دور کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ غریب کو معلوم نہیں کہ روحانیت کی دنیا مادیت کی دنیا سے بالکل الگ ہے۔ یہاں کے دور اور یہاں کی اصطلاحیں الگ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام جس وقت اور جس آن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کئے جاتے ہیں۔ اسی وقت سے وہ نقطۂ تکمیل پر ہوتے ہیں۔ البتہ انکی جماعتیں اور انکے متبعین مدارج روحانیہ زینہ بہ زینہ ہی حاصل کرتے ہیں۔ مگر ان کے لئے تجرباتی دور اور تکمیلی دور کی اصطلاح نہ استعمال ہوتی ہے اور نہ ہو سکتی ہیں انکے لئے اسلامی اصطلاح فنا و بقاء اور لقاء کے نام سے موسوم ہے۔ روحانی جماعتوں کے لئے تجرباتی اور تکمیلی دور کی اصطلاح استعمال کرنا نادانی اور جہالت کا ثبوت تو ہو سکتا ہے علم اور واقفیت کی دلیل نہیں ہو سکتا۔

مضمون نگار کی بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ تکمیلی دور سے انکی مراد دنیاوی حکومت و سطوت کا قیام ہے اور جبتک یہ کسی جماعت کو حاصل نہ ہو وہ تجرباتی دور سے نہیں گذرتی اس لئے انہوں نے صحابہ کرامؓ کے بعد حسن بن صباح کا ذکر بڑے جوش اور طنطنہ کے ساتھ کیا ہے اور انکی نظر انبیاء سابقین اور انکی جماعت کی طرف نہیں گئی۔ اور نہ ہی اپنے زعم باطل میں رہ جاتی کلّیہ (

لہ جو غیر مسلم اقلیت کا نعرہ لگاتے تھے

جرمن احمدی مسٹر ولیم ناصر صاحب کیرالہ میں

از مکرم مولوی پی عبد اللہ صاحب فاضل مالاباری - مبلغ سلسلہ احمدیہ کیرالہ
(بتوسط نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان)

میلاپالیم - ستنان کولم - کالم کوڈلی ایرپ ان تین مقامات کے دورہ کے وقت تقاریر میں ہماری توقع سے بہت زیادہ حاضری تھی - اور ہر جگہ نہایت کامیاب جلسے ہوئے تھے۔ میلاپالیم کے احباب کا اندازہ ہے کہ وہاں کے جلسہ میں دو ہزار سے زیادہ سامعین تھے جن میں بڑی اکثریت مسلمانوں کی تھی - اور سینکڑوں مسلم خواتین بھی اپنے اپنے مکان کے برآمدے میں بیٹھی ہوئی تقریر سنتی رہی ہیں - چونکہ جلسہ ہر جگہ رات کو منعقد ہوا - اس لئے مستورات کے لئے حاضری آسان تھی - ستنان کولم میں گو غیر احمدیوں نے ہمارے جلسہ کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا تھا پھر بھی بیسیوں کی تعداد میں مسلمان جلسہ میں موجود تھے۔ اور پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کی تعداد میلاپالیم سے زیادہ ستنان کالم کے جلسہ میں تھی - کالم کوڈلی ایرپ ایک قصبہ ہے جو ستنان کولم سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور جہاں صرف چار مرد اور چھ خواتین پر مشتمل ایک مختصر سی جماعت موجود ہے۔ وہاں کے احباب کی خواہش تھی کہ مکرم ولیم ناصر صاحب وہاں بھی تقریر کریں اور تصاویر کی نمائش کریں - وہاں کے احباب غریب ہیں سو وہ ہمارے وہاں آنے جانے اور جلسہ کے انتظام کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے - اس لئے انکی درخواست پر جماعت ستنان کولم کے معزز محترم حافظ اے این - احمد عبد اللہ صاحب نے اپنی طرف سے اخراجات ادا کئے تھے - کالم کوڈلی ایرپ کے جلسہ میں بھی ہماری توقع سے بہت زیادہ حاضری تھی - کیونکہ وہاں ہماری کافی مخالفت ہے - اسی لئے اندیشہ تھا کہ مسلمان زیادہ تعداد میں ہمارے جلسہ میں نہیں آئیں گے - لیکن باوجود اس کے تین سو سے زیادہ لوگ جلسہ میں شامل ہوئے - اور بیسیوں مستورات بھی اپنے مکانات کے برآمدے میں بیٹھ کر تقریر سنتی اور تصاویر دیکھتی رہیں۔ کالم کوڈلی ایرپ میں مکرم ولیم ناصر صاحب کے ٹھہرنے کے لئے موزوں مکان نہیں تھا - اس لئے جلسہ سے فارغ ہونے ہی ہم سب بذریعہ موٹر وہاں سے ستنان کالم کو روانہ ہو گئے تھے - اور رات کے بارہ بجے ستنان کولم پہنچے۔

مذکورہ بالا تینوں مقامات میں مکرم ولیم ناصر صاحب کی انگریزی تقریر تامل زبان میں ترجمہ کر کے ساتھ ہی ساتھ میں سامعین کو سناتا رہا - اسی طرح تصاویر کی تشریح بھی میں نے ہی حاضرین کو سنائی - ان جلسوں سے یقیناً تبلیغی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

مکرم ولیم ناصر صاحب اور مکرم مولوی محمد ابو الوفا صاحب اور خاکسار تینوں ۱۴ رجون کی صبح کو ستنان کولم سے کالیکٹ کو روانہ ہوئے - دس میل کا فاصلہ موٹر کار میں طے کر کے ناصرہ پہونچے - اور وہاں سے ریل گاڑی میں سوار ہوئے اور ترونلی ویلی جنکشن - کوٹیون جنکشن - اور ناکلم جنکشن میں گاڑیاں تبدیل کر کے ۱۵ رجون کی دوپہر کو ۱ بجے ہم کالیکٹ میں وارد ہوئے - مکرم ولیم ناصر صاحب کو وہاں پوسٹ آفس میں کچھ کام تھا نیز یورپ جانے والے جہازوں کے بارے میں بھی معلومات وہ حاصل کرنا چاہتے تھے - کالیکٹ میں ہمارا جلسہ منعقد کرنے کے لئے ٹاؤن ہال صرف ۲۱ رجون کو ہی مل سکتا تھا اور اسی دن کے لئے ہال بک کیا گیا تھا اس لئے ۱۶ رجون کو ہمارا یہ قافلہ کالیکٹ سے پینگاڈی کو روانہ ہوا - اسکی اطلاع پہلے ہی جماعت پینگاڈی کو دے دی گئی تھی۔

۱۶ رجون کی شام کو ۸ بجے پینگاڈی میں ایک احمدی دوست کے وسیع مکان میں مستورات کے لئے مکرم ولیم ناصر صاحب نے تصاویر کی نمائش دکھائی پچاس سے زیادہ مستورات حاضر تھیں - جن میں کئی ایک غیر احمدی مستورات بھی تھیں - تصاویر کی تشریح ملیالم زبان میں ان کو سناتا رہا - ۱۷ رجون کی شام کو پینگاڈی کی احمدیہ مسجد کے صحن میں پبلک جلسہ منعقد کیا گیا - جس کا اعلان مطبوعہ اشتہارات کے ذریعہ کیا گیا تھا - موسم برسات ہونے کی وجہ سے خدشہ تھا کہ اگر بارش ہو گی تو جلسہ میں حاضری کم ہو جائے گی اور جلسہ مسجد کے اندر کرنا پڑے گا - مگر الحمد للہ شام کے ۵ بجے سے بارش بالکل رکی رہی بلکہ مطلع بھی صاف رہا اسلئے ہمارا یہ جلسہ توقع سے بہت زیادہ کامیاب رہا - پینگاڈی کے

اردگرد ڈیڑھ دو میل دور کے گاؤں سے بھی بکثرت لوگ ولیم صاحب کی تقریر سننے اور تصاویر دیکھنے کے لئے آئے اور حاضرین کی کثرت اور جلسہ کا خوشکن ماحول دیکھ کر مکرم ولیم ناصر صاحب خود بھی بہت محظوظ ہوئے اور نشاط و جوش کے ساتھ تقریر کی اور تصاویر بھی دکھائیں۔

۱۸ رجون کو دن کے ۱۱ بجے ہمارا قافلہ پینگاڈی سے کنانور کو روانہ ہوا - کنانور میں ولیم صاحب کے ٹھہرنے کا انتظام ٹریولرز بنگلہ میں کیا گیا تھا کیونکہ وہاں جماعت کی عمارت میں گنجائش اور سہولت نہیں تھی - یہاں بھی احمدی خواتین کے لئے ۱۸ رکی شام کو ۸ بجے انجمن ہال میں مکرم ولیم ناصر صاحب نے اپنے Slides دکھائے یعنی میجک لیمپ کے ذریعہ تصاویر کی نمائش کی - قریباً تمام احمدی مستورات نمائش دیکھنے کے لئے آئی تھیں اور انجمن کا ہال ان سے بھرا ہوا تھا - ۱۹ رکی شام کو کنانور سٹی کے مڈل سکول کے ہال میں جلسہ منعقد ہوا - جس کا اعلان مطبوعہ اشتہارات کے ذریعہ کیا گیا تھا اور محکمہ تعلیم میں درخواست دے کر اور بیشتر کرایہ ادا کر کے ہال لیا گیا تھا۔ اور شام کے ۸ بجے خاکسار کی صدارت میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ میری افتتاحی تقریر کے بعد ولیم صاحب نے تقریر کی اور میں اس کا ترجمہ کرتا رہا - تصاویر کی نمائش ہوئی - اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جلسہ بھی خوب کامیاب رہا - غیر احمدی سامعین کی تعداد یقیناً ہماری توقع سے بہت زیادہ تھی - میرا یہ کہنا بالکل درست ہو گا کہ کنانور سٹی میں احمدیہ جماعت کا یہ پہلا پبلک جلسہ ہے جو انجمن کے صحن کے باہر منعقد ہوا ہے اس سے پہلے ہمارے جس قدر جلسے ہوئے ہیں - اور ایسے جلسے برسوں سے منعقد ہوتے آئے ہیں وہ سب کے سب احمدیہ انجمن کی عمارت کے صحن میں ہی منعقد ہوتے رہے ہیں - اور جس سکول کے ہال میں اب یہ جلسہ ہوا ہے اُس ہال میں جلسہ منعقد کرنے کی کوشش اس سے پہلے بھی جماعت کنانور نے کی تھی مگر مخالفین کی ناجائز کوشش اور ریشہ دوانیوں کی وجہ سے کامیابی نہیں ہوئی تھی - مگر اب کی دفعہ یہ سکول ہال حاصل کرنے میں ہم کامیاب ہوئے ہیں۔

کالیکٹ کا مشہور ٹاؤن ہال ۲۱ رجون کے لئے بک کیا گیا تھا - پھر موسم برسات ہونے کی وجہ سے کھلی جگہ میں جلسہ کرنا مشکل تھا اسلئے ۲۱ رجون کی صبح کو ہمارا یہ قافلہ مشتمل بر سہ افراد (مکرم ناصر صاحب مکرم مولوی ابو الوفا صاحب اور خاکسار) بذریعہ ریل گاڑی کنانور سے کالیکٹ کو روانہ ہوا - اور ۱۲ بجے وہاں وارد ہوا - اور اسی دن شام کے چھ بجے ٹاؤن ہال میں جلسہ شروع ہوا - برسات کی وجہ سے اندیشہ تھا کہ حاضری ہماری خواہش سے کم ہو گی - مگر بفضلہ تعالیٰ ایسا نہیں ہوا - بلکہ ہماری توقع سے بہت زیادہ حاضری تھی یہ وسیع ہال حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا بلکہ ہال کے باہر برآمدے میں بھی لوگ جمع ہوئے تھے - مکرم ولیم صاحب نے خوب تقریر کی - اور میں نے ترجمہ سنایا اور تصاویر کی تشریح بھی کی۔

۲۲ رکی صبح کو ۸ بجے ہم تینوں بذریعہ بس کالیکٹ سے مرکرہ کو روانہ ہوئے اور ۱۳۰ میل کا فاصلہ موٹر بس میں طے کر کے شام کے ۷ بجے مرکرہ میں وارد ہو گئے - یہاں بارشیں بھی زیادہ ہو رہی ہیں اور کافی بلند پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے سردی بھی خوب پڑ رہی ہے - یہاں بھی ٹاؤن ہال میں جلسہ ہونا قرار پایا تھا - اور اس کا اعلان بھی مطبوعہ اشتہارات کے ذریعہ کیا گیا تھا جو انگریزی اور کناڈی زبانوں میں شائع ہوا تھا - چنانچہ ۲۳ رجون کی شام کو ۵ بجے مکرم مولوی ابو الوفا صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی - میری افتتاحی تقریر کے بعد مکرم ولیم ناصر صاحب نے تقریر کی اور اس کا ترجمہ میں نے سنایا - مرکرہ میں اس سے پہلے اس ہال میں دو دفعہ اپنے جلسے کئے گئے تھے - لیکن حاضری ہر دو دفعہ نہایت قلیل بلکہ حوصلہ شکن اور مایوس کن تھی - اس دفعہ برسات کی وجہ سے ہمیں زیادہ خدشہ تھا کہ لوگ بہت کم آئیں گے - لیکن ہم خود متعجب اور محظوظ ہوئے جب ہم نے دیکھا کہ حاضری بہت زیادہ ہے اور ہمارے وہم و خیال سے بھی زیادہ ہے اور پھر حاضرین میں کافی تعداد تعلیم یافتہ غیر مسلموں کی بھی ہے - ۲۴ رجون کی شام کو جماعت احمدیہ کی عمارت میں احمدی خواتین کے لئے ولیم صاحب نے تصاویر کی نمائش دکھائی تمام احمدی مستورات حاضر تھیں - تصاویر کی تشریح میں ان کو سناتا رہا - اس طرح یہ تبلیغی دورے اور جلسے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئے۔

الغرض مکرم ولیم ناصر نکاسکی صاحب ۱۲ رمئی کو خاکسار کے حلقہ تبلیغ میں وارد ہوئے۔ صوبہ کیرالہ کے چار مقامات یعنی کروناگاپلی

درخواست دعا - چند روز سے محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی کا بچہ عزیز سلطان احمد اور خاکسار کا بچہ عزیز عبد الرشید بعارضہ بخار و خسرہ بیمار ہیں - ہر دو عزیزان کی کامل شفایابی کیلئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے - خاکسار محمد حفیظ بقاپوری۔

چینگاڈی۔ کنانور۔ کالیکٹ میں انکی تقریریں ہوئیں بنگر منا گاپلی میں تین مختلف مقامات میں تین جلسے ہوئے تھے اور چینگاڈی اور کنانور میں مستورات کے لئے علیحدہ تصاویر کی نمائش کی گئی۔ اور صوبہ مدراس کے چار مقامات میں بھی جلسے ہوئے اور تقریریں بھی ہوئیں۔ یعنی کوٹار۔ میلاپالیم ستان کولم۔ کالم کوڈی ایریپ اور کوٹار میں دو دن جلسے ہوئے۔ اور دوسرے دن کا جلسہ بلحاظ حاضری پہلے دن سے زیادہ کامیاب تھا۔ اور آخری جلسہ صوبہ میسور کے شہر مرکرہ میں ہوا۔ اور یہاں احمدی مستورات کے لئے تصاویر کی نمائش بھی ہوئی۔

ان ۹ مقامات کے جلسے خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوئے تھے اور ہر جلسہ میں افتتاحی تقریر کے ذریعہ سامعین کو مکرم ولیم ناصر صاحب سے تعارف کرانے کے علاوہ جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات اور مخالفین کے غلط الزامات کی تردید بھی بیان کرتا رہا ہوں اور پھر ہر جلسہ میں انکی تقریر کا ترجمہ اور تصاویر کی تشریح بھی میں ہی حاضرین کو سناتا رہا ہوں۔ اور اسی طرح یہ جلسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کی آواز اور اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی قربانی اور جد وجہد کی رپورٹ کئی ایک مقامات میں ہزاروں افراد کے کانوں تک پہنچنے کا موجب ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور بندہ نوازی سے ان لوگوں کے دلوں کو کھول دے اور ان جلسوں اور تقریروں کو بہترین نتائج کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔ ہر جگہ جلسہ میں لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا۔

کل ۲۷ر جون کی صبح مکرم ولیم ناصر صاحب ہم سے رخصت ہو کر میسور کو روانہ ہوں گے اور وہاں سے براہ منگلور بمبئی جائیں گے اور وہاں سے حسب سہولت اپنے وطن جرمن کو روانہ ہو جائیں گے۔

قادیان میں ایک تربیتی جلسہ (بقیہ صفحہ اول)

رسول کی باتیں کر کے اپنے دلوں کے زنگ دور کر سکیں۔ آپ نے گزشتہ تربیتی جلسہ کی رپورٹ کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کے ارشاد کہ اگر جماعت تبلیغ اور تربیت کے متعلق اپنے فرائض کما حقہٗ ادا کرتی رہے گی تو جلد ہی ترقی کر جائے گی۔ تقدیر اور تدبیر ہی ترقی کے اصل ذرائع ہیں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا غلبہ تقدیر الٰہی ہے جس کے متعلق ہماری کوششیں تدبیر کا رنگ رکھتی ہیں۔ جب تک کوئی قوم تقدیر کے ساتھ تدبیر کو شامل نہیں کرتی وہ ترقی نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے نفسوں میں تبدیلی پیدا کریں تاکہ الٰہی وعدے جلد از جلد پورے ہوں۔ فاضل مقرر نے گزشتہ اجلاس میں توجہ دہانی کے اچھے اثر کا ذکر کرتے ہوئے نمازوں میں زیادہ حاضری پر خوشی کا اظہار کیا اور بتایا کہ نماز باجماعت قومی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں بھی آیا ہے۔ کہ الصلوٰۃ معراج المؤمنین کہ نماز مومنوں کا معراج ہے اس موقع پر آپ نے حدیث کے درس سے بھی زیادہ سے زیادہ تعداد میں استفادہ کرنے کی تحریک کی (مکرم مولوی صاحب موصوف ہی حدیث کی کتاب ریاض الصالحین کا درس روزانہ بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں دیتے ہیں) تقریر کے آخر میں آپ نے نظارت تعلیم و تربیت کے زیر انتظام رسالہ "ضرورت مذہب" کے ہونے والے امتحان کے لئے تیاری پر زور دیا اور کہا کہ اس کے مطالعہ سے علمی دلائل سے واقفیت کے علاوہ ہماری روحانیت پر بھی خوش کن اثر پڑتا ہے۔

اس کے بعد جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کا تحریر کردہ مضمون محمد عمر صاحب مالاباری نے پڑھ کر سنایا۔ آپ نے مضمون کے شروع میں آپ نے لفظ درویش کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ درویش کے معنی آستانہ الٰہی پر گرا رہنے والا یا قیمتی موتی کے ہیں اور حضرت مسیح موعود نے اپنے شعر "معنیٔ قطرہ بابد کہ تا گوہر شود پیدا" کے ماتحت اپنے آپ کو گناہوں کی آلائش سے صاف کر کے ایک پاکیزہ قطرہ کی مانند بننے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے ابتدائی زمانہ درویشی کے خونچکاں حالات بیان کرتے ہوئے قادیان میں مقیم درویشان کے متعلق تائید الٰہی کا شہادت کی تفصیل سے ذکر

کیا اور بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کو نمایاں فتح عطا فرمائی۔ آپ نے درویشوں کی پیش آمدہ تکالیف کا ذکر کرتے ہوئے نصیحت کی کہ ہمیں ایسے مصائب سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایمانی ترقیات اور انعامات کے لئے ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ ایسے وقت ہمارا قدم اور آگے بڑھتا چلا جانا چاہیئے۔ بعض تربیتی امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا ہمیں بیکار وقت ضائع کرنے سے بچنا چاہیئے کہ اس سے چغلی اور غیبت کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو ایسی مکروہ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی مانند قرار دیا ہے۔ اسی طرح فضول وقت ضائع کرنے سے نظام سلسلہ پر نکتہ چینی کی عادت پیدا ہو کر فتنہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

الفتنۃ اشد من القتل

یعنی فتنہ قتل سے بھی زیادہ شدید جرم ہے۔

بالآخر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایمان افروز کلمات طیبات کے اقتباسات سنانے کے ساتھ مضمون کو ختم کیا گیا۔

اس کے بعد صاحب صدر نے مختصر طور پر اپنے والد سفر جنوبی ہند کے حالات بیان فرمائے۔ جب آپ کو اپنے اہل و عیال سمیت ان علاقے کے سفر کا موقعہ ملا۔

آپ نے احباب جماعت کے خلوص اور محبت کے ذکر میں تفصیلاً بتایا کہ سفر کے دوران میں کس طرح مرد۔ عورتیں اور بچے تکالیف اٹھا کر اپنا کام کاج چھوڑ کر اور بعض اوقات تو رات کو بھی سو سو میل کا سفر کر کے آپ سے اور آپ کے اہل خانہ کی ملاقات کی غرض سے آتے۔ اور اگرچہ اس علاقہ کی زبان۔ ماحول۔ آب و ہوا پنجاب کی زبان۔ ماحول اور آب و ہوا سے بالکل مختلف ہے۔ پھر بھی ان کے چہروں سے اخلاص اور محبت ٹپک رہا تھا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک دلیل ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے اور آپ کے خاندان کے افراد کی محبت دور دراز علاقہ کے لوگوں کے دلوں میں پیدا فرمائی۔

آپ نے حاضرین کو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر ہم لوگ بھی اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ہمارے متعلق بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا فرمائے گا۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم قرآن مجید۔ احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ کر کے ان پر عمل پیرا ہوں اور خدا تعالیٰ کے محبوب بن جائیں۔ آخر میں آپ نے پرسوز دعا فرمائی اور رات گیارہ بجے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ۔

(مرتبہ خاکسار بشیر احمد ناصر بی۔ اے دیانت قادیان)

مغربی تہذیب تمدن کے سیلاب کی روک تھام کیلئے پیغمبرانہ عزم

(بقیہ صفحہ ۲)

عزم پیغمبرانہ ہی کی محتاج ہے"

(صدق جدید ۱۰ رجون ۱۹۶۰ء)

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ اس پیغمبرانہ عزم کو ملت کے ہر فرد میں پیدا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے جو آسمان سے سامان کئے انہیں سے سرتابی کی جا رہی ہے۔ ورنہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبوی جن کا کسی قدر ذکر ہم نے اوپر کیا ہے اور اسی قسم کا ایک مفید ذخیرہ مسیحی منشا لوگوں میں موجود ہے کیا کچھ کم حیثیت رکھتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ان باتوں پر دھیان نہ دینے ہی کے باعث آج یہ منتشر افراد استبداد وجود کثرت تعداد کے مغربی تہذیب و تمدن کا کچھ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور اس کے مقابل پر ایک مٹھی بھر جماعت جو مامور وقت کے ہاتھ پر ایمان لائی اور خدا اور اس کے رسول کی ہدایت کے مطابق خدمت اسلام میں شب و روز مصروف ہے وہ ہر میدان میں نہایت کامیابی کے ساتھ اس عفریت کا مقابلہ کر رہی ہے۔ جس سے عامۃ المسلمین اور ان کے علماء خوفزدہ ہیں!!

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے پوتے کیلئے درخواست دعا

حیدرآباد دکن ۲۹ر جون کل بتاریخ ۲۸ر جون رات نو بجے حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے پوتے عزیز محمد یسین سلمہٗ پسر یوسف الہ دین صاحب موٹر سائیکل پر جا رہے تھے کہ ایک موٹر سے ٹکر ہو گئی جس کے نتیجہ میں انکی پسلی کی ہڈی اور ساق کی ایک اور ہڈی ٹوٹ گئی اور داہنی گال اور کان کے درمیان اور گلے کے پاس شدید زخم بھی پہنچا جس پر ٹانکے لگائے گئے ہیں۔ حادثہ کے فوراً بعد عزیز کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ سیٹھ یوسف اور انکی اہلیہ بچے کے پاس ہی ہیں اور پریشان ہیں احباب جماعت سے عزیز کی کامل عاجل شفایابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ بجز اپنے فضل سے عزیز کو جلد صحت عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد عبداللہ نبی ایس۔ بی۔ ایل ایل بی حیدرآباد دکن

نیک نمونہ

چندہ تعمیر چاردیواری بہشتی مقبرہ میں کم از کم یکصد روپیہ تک حصہ لینے والے

احباب کے نام

بہشتی مقبرہ اور اس سے ملحقہ بڑے باغ کے اردگرد پختہ چاردیواری کے لئے چندہ کی تحریک کئی سالوں سے جاری ہے۔ اور اس بات کا اعلان بھی نظارت ہذا کی طرف سے متعدد بار کیا جا چکا ہے کہ جو احباب اس تحریک میں کم از کم ایک سو روپیہ کی رقم ادا کریں گے اُن کے نام مستقل یادگار و دعا کی غرض سے دیوار پر کندہ کروانے کا انتظام کیا جائے گا۔

چنانچہ اس تحریک میں جن احباب کو حصہ لینے کی سعادت نصیب ہوئی اُن کے نام معہ تفصیل رقم سنگِ مرمر کی تختی پر لکھوا کر نصب کئے جا چکے ہیں۔ مزید جن احباب نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے اُن کے ناموں کی تیسری فہرست مع وصول شدہ رقم شائع کی جا رہی ہے۔ اور عنقریب ان احباب کے نام سنگِ مرمر کی تختی پر لکھوا کر نصب کروائے جا رہے ہیں اگر کسی ایسے دوست کا نام جس نے اس بابرکت تحریک میں کم از کم یکصد روپیہ یا اس سے زائد رقم ادا کر کے حصہ لیا ہو اور اُن کا نام اس فہرست میں شائع ہونے سے رہ گیا ہو اُنہیں چاہیئے کہ دفتر ہذا میں رقم کا حوالہ دیتے ہوئے اطلاع دیں تاکہ بعد پڑتال اُن کا نام بھی اس فہرست میں شامل کیا جا سکے۔

نیز جن احباب نے تا حال اپنے وعدوں کے مطابق سو فی صدی ادائیگی نہیں فرمائی وہ ۱۵ر جولائی ۱۹۶۰ء تک اپنے وعدے سو فیصدی ادا کر دیں تاکہ اُن کے نام بھی شامل کئے جا سکیں اور بعد میں اُنہیں کسی قسم کا شکوہ پیدا نہ ہو۔ ایسے تمام دوستوں کو نظارت ہذا کی طرف سے ایک آخری یاددہانی ارسال کی جا رہی ہے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

مکرم محتشم ظفر الاسلام صاحب بمبئی ۱۰۰/-
” محمد ظہیر الدین صاحب ابن سیٹھ
محمد معین الدین صاحب ینتہ کنٹہ ۱۰۰/-
” محمد منیر الدین صاحب ” ” ۱۰۰/-
” محمد نصیر الدین صاحب ” ” ۱۰۰/-
” سیٹھ محمد حسین صاحب مرحوم ” ۱۰۰/-
” ” محمد اعظم صاحب مرحوم ” ۱۰۰/-
” ” محمود احمد صاحب ” ۱۰۰/-
محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ بیوہ ” ۱۰۰/-
” احمدی بیگم صاحبہ ” ۱۰۰/-
” خدیجہ بیگم صاحبہ ” ۱۰۰/-
” حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ
سیٹھ محمود احمد صاحب ” ۱۰۰/-
” کریم خاں صاحب شموگہ ۱۰۰/-
” مستری محمد اسمٰعیل صاحب درویش قادیان ۱۰۰/-
” ڈاکٹر شمیم احمد صاحب آرہ ۱۰۰/-
” شرافت احمد خانصاحب ایڈووکیٹ کلکتہ ۱۰۰/-
” مرزا بشیر علی بیگ صاحب مانکا گوڑا ۵۰۰/-
” خواجہ محمد صدیق صاحب فانی پونچھ ۱۰۰/-

مکرم حاجی عبد القدوس صاحب
شاہجہانپور ۱۰۰/-
محترمہ زینون بیگم صاحبہ اہلیہ
محمد یوسف صاحب چاپی والے بمبئی ۱۰۰/-
جماعت احمدیہ ” ۱۰۰/-
مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر ۱۰۰/-
” ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب مظفر پور ۱۰۰/-
” سید داؤد احمد صاحب ” ۱۰۰/-
محترمہ اہلیہ صاحبہ میر
عبد الجلیل صاحب شموگہ ۱۰۰/-
” عبد الحلیم صاحب چارکوٹ ۱۰۰/-
” میاں محمد شفیع صاحب دیرہ کلکتہ ۱۰۰/-
” ایم محی الدین صاحب کنجو کروناگاپلی ۳۰۰/-
” رحمان عابد قریشی ولد مکرم ڈاکٹر
محمد عابد صاحب قریشی شاہجہانپور ۱۰۰/-
” ڈاکٹر عطر الدین صاحب
درویش قادیان ۱۰۰/-
” خان بہادر سید محی الدین صاحب
ایڈووکیٹ آندھیا نز رانچی ۵۰۰/-

غانا (مغربی افریقہ) میں تبلیغ اسلام (بقیہ صفحہ ۶)

بکلیم نے انفرادی طور پر ملاقاتیں، افراد سے ملاقات کی ... کالج کے مسلم طلبہ کو ہفتہ وار اور گورنمنٹ بوائز سکول کے طلبہ کو ہفتہ میں تین بار اسلامی دینیات پڑھاتے رہے۔ کماسی جماعت میں قرآن مجید، حدیث، نجدی اور فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درس دیتے رہے۔ علاوہ ازیں ایوننگ کلاس ہفتہ میں پانچ دن لگتی رہی اس میں شامل ہونے والے احباب کو ترجمہ قرآن مجید اور عربی کے اسباق دیئے جاتے رہے۔

متفرق ۔ ۱۸ فروری میں انگریزی مڈل اسکے امتحان کے نتائج نکلے ہمارے اکرافو مڈل سکول کا نتیجہ سو فیصدی نکلا تمام کے تمام امیدوار کامیاب ہوئے کامیاب ہونے والے طلباء میں سے دو نے امتیازی حیثیت حاصل کی اور اسی طرح سالٹ پانڈ مڈل سکول کا نتیجہ ۹۴ فی صدی رہا۔ اس میں بھی

م۔ طالب علم امتیازی نمبر لے کر پاس ہوئے جن سے ایک ملکمار کا بچہ نصیر احمد تھا۔ اسی طرح سالٹ پانڈ کا ہمارے سیکنڈری سکول کا نتیجہ بھی اچھا رہا۔ نیز محمد اللہ علاقہ کا آکراشن ہاؤس تکمیل کی آخری منزل پر پہنچ چکا ہے۔ اب دروازوں اور کھڑکیوں پر روغن کیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر بسیل گراہم جن دنوں غانا میں آئے اس وقت برادرم فضل الٰہی صاحب انوری بی۔ ایس سی ٹیچر جا کر اپنے پاکستان جانے کی تیاری کر رہے تھے جب ڈاکٹر مذکور نے اپنے لیکچروں کا سلسلہ آکرا میں شروع کیا تو اللہ دا ستے فوراً ٹریکٹ

مشتمل بر تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی ہزار کی تعداد میں چھپوا کر آکرا کے تین نوجوانوں کو اپنے ہمراہ لے کر اس ہال کے قریب تقسیم کئے۔ جہاں بلی گراہم لیکچر دیا کرتا تھا۔ کئی ہزار لوگوں نے یہ ٹریکٹ پڑھے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ جلد سے جلد اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں اسلام کو پھیلائے۔ اور اس سلسلہ میں کما حقہ مساعی بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

خدام الاحمدیہ اور تحریک جدید

ہر خادم جو دین کے لئے سچی تڑپ رکھتا ہے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی پوری طرح سے تعمیل کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۴۹ء میں خدام الاحمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ

"میں نے صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا بار اس لئے اٹھایا ہے۔ تا جماعت کے نوجوانوں کو دین کی طرف توجہ دلاؤں۔

سو میں سب سے پہلے ان کے سپرد یہ کام کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے ایمان کا ثبوت دیں گے اور آگے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے اور کوئی نوجوان ایسا نہیں رہے گا جو دفتر دوم میں شامل نہ ہو اور کوشش کریں کہ ساری رقم وصول ہو جائے۔

پس میں امید کرتا ہوں کہ دوست اپنے بقائے بھی جلد ادا کریں گے اور پہلے سے زیادہ بھی لکھوائیں گے اور خدام الاحمدیہ کوشش کریں کہ کوئی نوجوان ایسا نہ رہے جس نے تحریک جدید دفتر دوم میں حصہ نہ لیا ہو۔ اور پھر کوئی ایسی رقم نہ رہے جو وصول نہ ہو۔"

پس تمام ممبران خدام الاحمدیہ کی توجہ کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشادات پیش کر کے درخواست ہے کہ ہر جماعت اپنا جائزہ لے کر فوری کارروائی کرے اور اگر کوئی خادم ایسا ہو جس نے ابھی تک دفتر دوم میں حصہ نہ لیا ہو یا اس کے ذمہ بقایا ہو تو وہ تحریک جدید کے مالی جہاد میں شامل ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(وکیل المال تحریک جدید قادیان)

امتحان رسالہ ضرورت مذہب

بتاریخ ۲۱ر اگست ۱۹۶۰ء بروز اتوار

ایک لمبے عرصہ سے نظارت تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام سال میں ایک یا دو مرتبہ کسی نہ کسی دینی کتاب کا امتحان لینے کا انتظام چلا آ رہا ہے۔ اس سے اصل مقصد احباب جماعت کے دینی ذوق کو بڑھانا اور انہیں اسلام و احمدیت کے دلائل و مسائل سے ذاتی طور پر واقف و آگاہ کرنے کے مواقع بہم پہنچانا ہے۔

امسال جو امتحان رسالہ "ضرورت مذہب" کا مورخہ ۲۱ر اگست ۱۹۶۰ء بروز اتوار لیا جا رہا ہے یہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک مشہور لیکچر "ضرورت مذہب" کا خلاصہ ہے ۴۶ صفحات کے رسالہ کی صورت میں شائع شدہ ہے چونکہ اس دور میں لامذہبیت کا تند سیلاب نہایت تیزی سے بڑھتا چلا آ رہا ہے اس لئے اس رسالہ کا مطالعہ جماعت کے دوستوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ جملہ پریذیڈنٹ صاحبان و مبلغین حضرات جماعت ہائے ہندوستان سے بذریعہ اخبار بدر و سائیکلوسٹائل سرکلر کے ذریعہ درخواست کی جا چکی ہے کہ وہ اپنی جماعت کے زیادہ سے زیادہ احباب کو اس امتحان میں شامل ہونے کی تلقین کریں اور امتحان میں شامل ہونے والے افراد کی فہرست پندرہ جولائی ۱۹۶۰ء تک دفتر ہذا کو بھجوا دیں تا کہ امتحانی پرچے بروقت جماعتوں میں بھجوائے جا سکیں۔

نوٹ:۔ یہ رسالہ دفتر ہذا سے صرف چار آنے میں مل سکے گا ڈاک خرچ و پیکنگ خرچ بذمہ خریدار ہوگا۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

خبریں

لیہہ ۴ر جولائی - وزیراعظم شری نہرو نے آج یہاں کہا کہ باہر کی طرف سے ملک کی شمالی سرحدوں کو پیدا ہونے والے نئے خطرات کے مقابلہ کے لئے مناسب انتظامات کر لئے گئے ہیں - وہ ایک مان پتر کا جواب دے رہے تھے - جو ان کے یہاں پہنچنے پر بہت سے شہریوں نے پیش کیا تھا - وزیر اعظم نے کہا کہ ہم پوری طاقت سے اپنے ملک کی حفاظت کا عزم کئے ہوئے ہیں - نئے خطرات ہمیں خائف نہیں کرتے - برعکس اس کے کہ وہ ہمیں مزید طاقت اور حوصلہ دیتے ہیں - انہوں نے لداخیوں کو یقین دلایا کہ انہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں - آپ کی حفاظت کرنے اور آپ کی خدمت کرنے کے لئے لداخ میں فوج تعینات کر دی گئی ہے - بھارت ایک بڑا گھر ہے - اور ہمالیہ سے لے کر راس کماری تک پھیلے ہوئے اس وسیع ملک میں رہنے والے سبھی لوگ کنبہ کے ممبر ہیں - اگر ملک کے ایک حصہ پر اثر پڑتا ہے - تو سارا ملک اس سے متاثر ہوتا ہے - استقبالیہ ایڈریس لداخ کے ہیڈ لامہ اور کشمیر کے وزیر برائے امور لداخ کشک بکولہ نے پیش کیا - کشک بکولہ نے کہا کہ لداخ میں جو انتظامات کئے گئے ہیں ہم ان سے پوری طرح سے مطمئن ہیں - وزیر اعظم نے لداخی عوام کو جدید مضبوط اور خوشحال لداخ کے بنانے کے لئے ان کی جدوجہد میں پوری مدد کا یقین دلایا - سرینگر لیہہ سڑک تقریباً تقریباً مکمل ہے - اس کے سلسلہ سے اصلاحات آسان ہو جائے گا - یہ سڑک پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لئے ضروری ہے - وزیر اعظم آج ہی لداخ سے واپس سرینگر گئے۔

راولپنڈی ۴ر جولائی - ٹیکسلا حویلیاں ریلوے لائن پر ایک خوفناک ریل حادثہ کی اطلاع ملی ہے - جس میں ۱۳ مسافر ہلاک اور متعدد اشخاص زخمی ہوئے - اس وقت تک ۴۳ زخمیوں کو حویلیاں کے ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حادثہ راولپنڈی سے پچاس میل دور ہال ڈھیر اور سرائے صالح ریلوے سٹیشنوں کے درمیان پیش ہوا - جبکہ ایک مسافر گاڑی پٹڑی سے اتر گئی - ہلاک ہونے والوں میں ریل گاڑی کا گارڈ بھی شامل ہے - دو لاشیں تو مکمل طور پر کچلی گئی ہیں۔

گوہاٹی ۴ر جولائی - آج پولیس نے گوہاٹی میں مشتعل ہجوم پر گولی چلا دی جس سے چند اشخاص مجروح ہوئے جن میں سے دو اشخاص شدید زخمی ہوئے ہیں - جب سے یہاں بھاشائی ایجی ٹیشن شروع ہوئی ہے - یہ پہلا موقعہ ہے - جبکہ پولیس نے گولی چلائی ہے - پولیس نے اس علاقہ کی ناکہ بندی کر لی - جہاں کہ ایک بڑا ہجوم جمع تھا - اور فائرنگ کے بعد ۲۴ گھنٹے کا کرفیو لگا دیا - بھاشائی جھگڑا صوبائی سرکار کے اس فیصلہ سے شروع ہوا ہے - کہ وہ صرف آسامی بھاشا کو سرکاری زبان بنانا چاہتی ہے جبکہ آسام میں رہائش پذیر بنگالی لوگوں کی مانگ ہے کہ اس وقت بنگالی اور آسامی دونوں بھاشاؤں کو سرکاری زبان تسلیم کرنے کا موجودہ سسٹم بحال جاری رکھا جانا چاہیئے۔

چنڈی گڑھ ۴ر جولائی - پنجاب سرکار کے اعلیٰ افسروں نیز محکمہ ریلوے - ڈاک وتار اور فوج کے اعلیٰ افسروں کے مابین اعلیٰ اسٹیج پر اہم میٹنگ آج چنڈی گڑھ میں منعقد ہوئی - جس میں اس امر پر غور کیا گیا کہ ۱۱ر جولائی کو سرکاری ملازموں کی ہڑتال شروع ہو گئی تو ضروری سروسز مثلاً ریلیں اور ڈاک وتار وغیرہ کو کس طرح چالو رکھا جائے گا - پنجاب سرکار کے کرمچاریوں نے ضروری سروسز برقرار رکھنے میں پورے تعاون اور امداد کا یقین دلایا۔

نئی دہلی ۴ر جولائی - ریلوے بورڈ نے ریلوے ملازموں کی تنخواہوں کے سکیل کے بارے میں مرکزی تنخواہ کمیشن کی تمام سفارشات منظور کر لی ہیں - بورڈ نے اپنے فیصلہ کی مولی باتیں ریلوے کے انتظامیہ شعبوں کو بتا دی ہیں - اور اس بارے میں باضابطہ اعلان جلد ہی جاری کر دیا جائے گا۔

لندن ۴ر جولائی - ایک امریکی سائنسدان نے سورج کی قوت سے چلنے والی موٹر بنا دکھائی ہے - اس میں دس ہزار سے زیادہ سیل لگے ہوئے ہیں جن سے موٹر طاقت حاصل کرتی ہے - موٹر کی رفتار ۲۰ میل ہے اور یہ ۲۰ گھنٹے مسلسل چل سکتی ہے - اس موٹر کی لندن میں جلد نمائش کی جائے گی۔

نئی دہلی ۴ر جولائی - معتبر حلقوں نے بتایا ہے کہ اگر ۱۱ر جولائی سے مرکزی سرکاری ملازموں نے ہڑتال کر دی تو محکمہ ڈاک وتار اور ریلویز ایسی ضروری سروسز برقرار رکھنے کے لئے فوج استعمال کی جائے گی - ایسی ہنگامی حالت کے مقابلہ کے لئے ریٹائرڈ سرکاری ملازموں علاقائی فوج اور رضا کارانہ جماعتوں کی بھی خدمات حاصل کرنے کی تجویز ہے۔

نئی دہلی ۴ر جولائی - بھارت سرکار نے ایک ارب ۵۰ کروڑ روپیہ کے دو نئے قرضے ۱۸ر جولائی کو کھلیں گے اور ۲۰ر جولائی کو بند ہو جائیں گے ایک قرضہ پر ۲½ فیصدی سود دیا جائیگا اور دوسرا ...

صداقت احمدیت
کے متعلق
تمام جہان کو چیلنج
بزبان انگریزی اردو
کارڈ آنے پر
مفت
عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

مسلمان
کس عظیم الشان کام کیلئے
پیدا کئے گئے ہیں
کارڈ آنے پر
مفت
عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

ماہنامہ "پاسبان" الہ آباد کے ایک مضمون پر تبصرہ

(بقیہ صفحہ نمبر ۳)

ان کو خاطر میں لایا - بلکہ بے ادبی کے کلمات سے بھی پرہیز نہ کر سکے - ان کے اصول کے مطابق تو نعوذ باللہ حضرت آدم، حضرت نوح سے لے کر ابو الانبیاء حضرت ابراہیم، ان کے صاحبزادے حضرت اسحاق و اسمٰعیل پھر ان کے فرزند حضرت یعقوب پھر ان کے نور نظر حضرت یوسف و دیگر انبیاء علیہم السلام مثلاً حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت شعیب، حضرت یونس وغیرہ سارے نعوذ باللہ بیکار یا فی دور سے آگے نہیں گزرے - اس لئے کہ ان میں سے کسی نے حکومت دنیا وی قائم نہیں کی - افسوس کہ مضمون نگار اور اس قبیل کے دوسرے لوگ کہ حقیقت نبوت سے واقف نہیں اور اپنی جہالت کی وجہ سے یہ نہیں سمجھتے کہ جو تیر اپنے مزعومات کے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی صداقت پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں اس کی زد میں انبیاء سابقین کی نبوت اور صداقت بھی آجاتی ہے - مالہم بذالک من علم ان ھم الا یخرصون (پارہ ۲۵ ع ۶)

قولہ - اسی وجہ سے ناحق ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ کی رسالت پر ایک نئی رسالت کا اضافہ کرتی ہے جس نے ساری دنیا سے اسلام میں محشر بپا کر رکھا ہے۔

اقول - تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پہلے بھی نبی ہیں اور ہمیشہ نبی رہیں گے انکی نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آمد ثانی اور ان کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کام میں شریک و معین ہونے سے تو رسول عربی کی رسالت پر ایک نئی رسالت کی اضافت نہ ہو گی - مگر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی نبوت جو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ظل اور انعکاس ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ و افاضہ روحانیہ کا پرتو ہے ان کی رسالت پر نئی رسالت کا اضافہ ہو گا - حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی نبوت تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع اور محمد صلعم سے ہی نکلا ہوا چشمہ ہدایت ہے - جیسا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام فرماتے ہیں ہے

دگر استاد را نامے ندانم !
کہ خواندم در دبستان محمد
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی است
ویں آب من ز آب زلال محمد است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است

نیز حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا الہام ہے کہ کل برکۃ من محمد صلے اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم وتعلم پس ظل کو اصل سے اور جزو کو کل سے جدا قرار دینا اور تابع کو متبوع پر اضافہ کہنا اور ایک اسرائیلی نبی حضرت عیسیٰ کی آمد کا انتظار کرنا ایسی غیر معقول بات ہے جسکی حد نہیں باقی مضمون نگار کا کہنا جس سے عالم اسلام میں محشر بپا ہو رہی ہے تو بقول خود مضمون نگار مذکور دنیا کی تاریخ میں یہ کوئی نئی بات نہیں - مصلحین کی مخالفت اجارہ داران شریعت نے ہمیشہ کی ہے لیکن انہوں نے بغیر اسکی پرواہ کئے ہوئے اپنا کام جاری رکھا - رہا یہ کہ جماعت احمدی کو گردن زدنی قرار دینا فعلا ماذا العویل !!